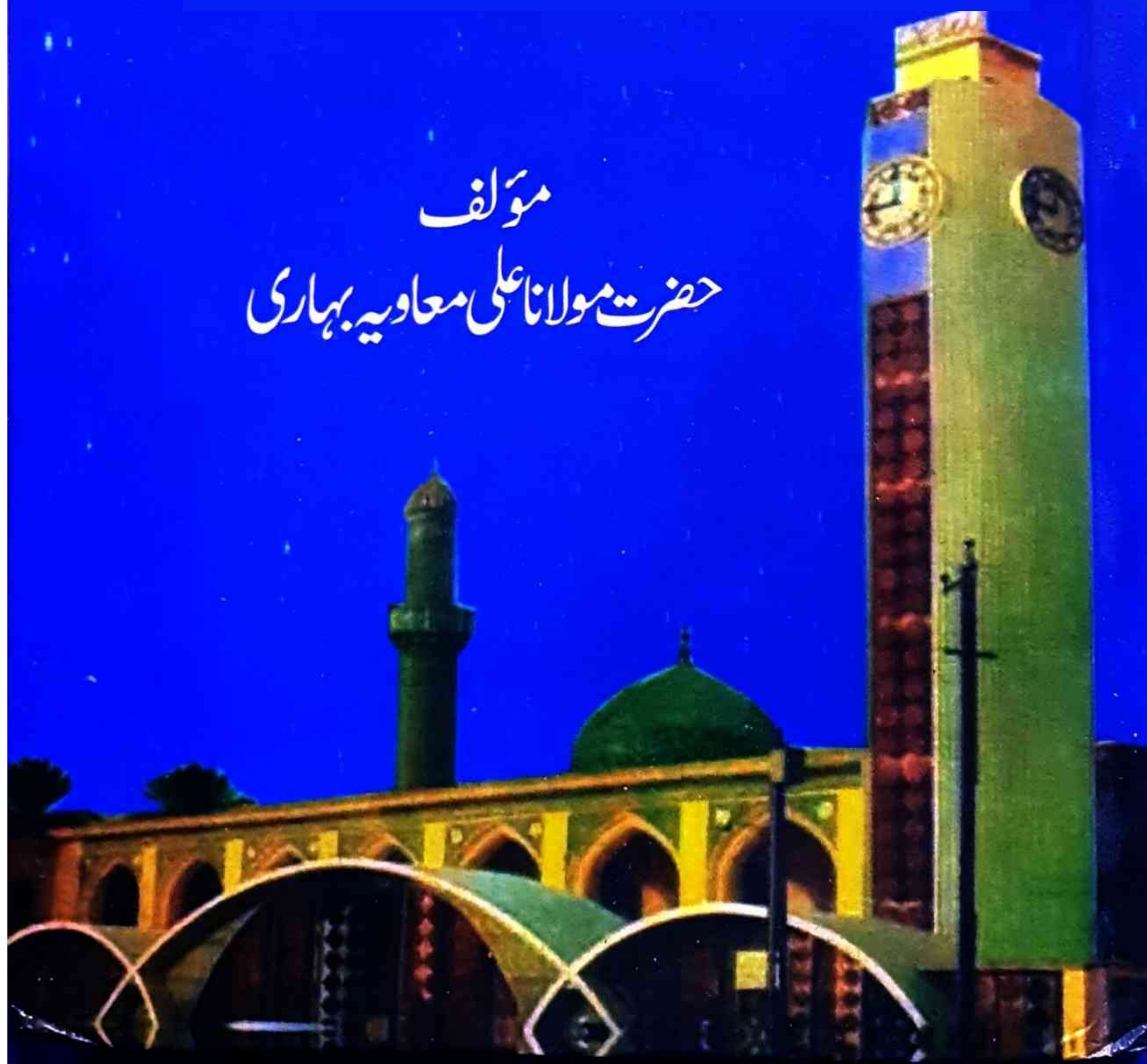
ثنائیات امام ابو حنیفہؒ

دفاع احناف لائبریری

مؤلف

حضرت مولانا علی معاویہ بہاری



نام کتاب: .... ثنائیاتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مع روایات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

تالیف : .... مولانا علی معاویہ بہاری

کمپوزنگ: .... ماہیر گرافکس 0300-0074745

ٹائٹل : .... حافظ محمد مجاہد 0333-8276791

صفحات : 384

اشاعت : .... دسمبر 2020

قیمت : ....

ملنے کا پتہ

(۱)......احسان خان مکان نمبر 124 C بلاک بہاری کالونی گوجرانوالہ

(۲)......مکتبہ امام اہل سنت مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

(۳)......مکتبہ اہل سنت مرکز اہل سنت چک 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)......محرمات النکاح

ابو حنيفة عن الشعبی عن جابر بن عبدالله وأبی هريرة رضی الله عنهم قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تُنكح المرأة على عَمَّتها ولا على خالتها ولا تنكح الكبرى على الصُّغرى ولا الصّغرى على الكبرى. (مسند حصكفی باب امتناع الجمع بين المرأة وعمتها و خالتها)

ترجمہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شعبی (عامر بن شراحبیل) سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کرے اور نہ نکاح کرے بڑی عمر والی سے چھوٹی عمر والی پر اور نہ چھوٹی عمر والی سے بڑی عمر والی پر۔

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی دائود جلد۱ ص۲۸۲، باب ما یکره ایجمع بینهن من النساء (مکتبه اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) جامع الترمذی جلد ۱ ص۲۱٤، باب ما جاء لا تنكح المرأة على عمتها (قدیمی)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۳۸ باب لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها (قدیمی)

(٤) مسلم جلد۱ ص۲۵۲، باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها او

خالتها فی النکاح (مکتبه الحسن)

(۵) بخاری جلد ۲ ص ۷٦٦، باب لا تنکح المرأة علٰی عمتها (مکتبه المیزان)

(٦) سنن النسائی جلد۲ ص۸۱، باب تحریم الجمع بین المرأة و خالتها (قدیمی)

(۷) مسند حارثی جلد۱ ص۳۰۲، حدیث نمبر ۳۷۱، مکتبه امدادیه، مکه مکرمه

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام مِزّی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۲ھ اپنی کتاب تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام نعمان بن ثابت ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی کنیت ہے، کوفہ کے رہنے والے ہیں، فقہ کے مشہور امام ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث شریف کے اساتذہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ابراہیم بن محمد بن المنتشر ، (۲) جبلہ بن سحیم ، (۳) حماد بن ابی سلیمان ، (۴) خالد بن علقمہ ، (۵) زیارہ بن علاقہ ، (٦) سماک بن حرب ، (۷) عامر شعبی ، (۸) عبداللہ بن ابی حبیبہ ، (۹) عبداللہ بن دینار ، (۱۰) عطاء بن ابی رباح ، (۱۱) عطاء بن السائب ، (۱۲) عطیہ عوفی ، (۱۳) عکرمہؒ مولیٰ ابن عباس ، (۱۴) علقمہ بن مرثد ، (۱۵) محارب بن دثار ، (۱٦) اسماعیل بن عبدالملک بن ابی صفیراء ، (۱۷) ابی ہند حارث ابن عبدالرحمان الھمدانی ، (۱۸) حسن بن عبید اللہ ، (۱۹) حکم بن عتیبہ ، (۲۰) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن ، (۲۱) زبید الیامی ، (۲۲) زیادہ بن علاقہ ، (۲۳) سعید بن مسروق ثوری ، (۲۴) سلمہ بن کہیل ، (۲۵) ابی رؤبہ شداد ابن عبدالرحمٰن ، (۲٦) شیبان بن عبدالرحمٰن ، (۲۷) طاوؤس بن کیسان ، (۲۸) طریف ابی سفیان سعدی ، (۲۹) ابی سفیان طلحہ بن نافع ، (۳۰) عاصم بن کلیب ، (۳۱) عاصم بن ابی النجود ، (۳۲) عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ، (۳۳) قابوس بن ابی ، (۳۴) عبدالکریم ابی امیہ بصری ، (۳۵) عبدالملک بن عمیر ، (۳٦) عدی بن ثابت انصاری ، (۳۷) علی بن اقمر ، (۳۸) علی بن حسن زراد ، (۳۹) عمر بن دینار ، (۴۰) عوف بن

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، (۴۱) قابوس بن ابی طبیان، (۴۲) قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، (۴۳) قتادہ بن دعامہ، (۴۴) قیس بن مسلم جدلی، (۴۵) محمد بن زبیر حنظلی، (۴۶) محمد بن سائب کلبی، (۴۷) ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، (۴۸) محمد بن قیس همدانی، (۴۹) محمد بن مسلم بن شہاب زہری، (۵۰) محمد بن منکدر، (۵۱) مخول بن راشد، (۵۲) مسلم البطین، (۵۳) مسلم الملائی، (۵۴) معن بن عبدالرحمٰن، (۵۵) مقسم، (۵۶) منصور بن معتمر، (۵۷) موسیٰ بن ابی عائشہ، (۵۸) ناصح بن عبداللہ محلمی، (۵۹) نافع مولیٰ ابن عمر، (۶۰) ہشام بن عروہ، (۶۱) ابی غسان ہیثم بن حبیب صراف، (۶۲) ولید بن سریع المخزومی، (۶۳) یحیٰی بن سعید انصاری، (۶۴) ابوجحیہ یحیٰی بن عبداللہ الکندی، (۶۵) یحیٰی بن عبداللہ جابر، (۶۶) یزید بن صہیب فقیر، (۶۷) یزید بن عبدالرحمٰن کوفی، (۶۸) یونس بن عبداللہ ابن ابی فروہ، (۶۹) ابواسحاق سبیعی، (۷۰) ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم، (۷۱) ابو جناب کلبی، (۷۲) ابوحصین اسدی، (۷۳) ابوزبیر مکی، (۷۴) ابوسوار اور انہیں ابوسواد سلمی بھی کہا جاتا ہے، (۷۵) ابوعون ثقفی، (۷۶) ابوفروہ جہنی، (۷۷) ابومعبد مولیٰ ابن عباس، (۷۸) ابویعفور العبدی وغیرہ۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث پاک میں تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) ابراہیم بن طہمان، (۲) ابیض بن اعز بن صباح منقری، (۳) اسباط بن محمد قرشی، (۴) اسحاق بن یوسف ارزق، (۵) اسد بن عمرو البجلی القاضی، (۶) اسماعیل بن یحیٰی صیرفی، (۷) ایوب بن ہانی الجعفی، (۸) جارود بن یزید نیسابوری، (۹) جعفر بن عون، (۱۰) حارث بن نبہان، (۱۱) حبان بن علی العنزی، (۱۲) حسن بن زیاد لؤلؤی، (۱۳) حسن بن فرات القزاز، (۱۴) حسین بن حسن بن عطیہ عوفی، (۱۵) حفص بن عبدالرحمٰن البلخی القاضی، (۱۶) حکام بن مسلم الرازی، (۱۷) ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی، (۱۸) امام صاحب کے بیٹے حماد بن ابی حنیفہ، (۱۹) حمزہ بن حبیب الزیات، (۲۰) خارجہ بن مصعب السرخسی،

(۲۱)داوٗد بن نصیر الطائی، (۲۲)ابو ہذیل زفر بن ہذیل تمیمی، (۲۳)زید بن جباب عکلی،
(۲۴)سابق رقی، (۲۵)سعد بن صلت قاضی شیراز، (۲۶)سعید بن ابی جہم قابوسی،
(۲۷)سعید بن سلام بن ابی ہیفاء، (۲۸)عطاء بصری، (۲۹)سلم بن سالم البلخی، (۳۰)سلیمان
بن عمرو نخعی، (۳۱)سہل بن مزاحم، (۳۲)شعیب بن اسحاق دمشقی، (۳۳)صباح بن
محارب، (۳۴)صلت بن حجاج کوفی، (۳۵)ابو عاصم ضحاک بن مخلد، (۳۶)عامر بن فرات
النسوی، (۳۷)عائذ بن حبیب، (۳۸)عباد بن عوام، (۳۹)عبداللہ بن مبارک،
(۴۰)عبداللہ بن یزید المقرئ، (۴۱)ابو یحییٰ عبدالمجید بن عبدالرحمٰن حمانی، (۴۲)عبدالرزاق
بن ہمام، (۴۳)عبدالعزیز بن خالد ترمذی، (۴۴)عبدالکریم بن محمد جرجانی، (۴۵)عبدالمجید
بن عبدالعزیز ابی رواد، (۴۶)عبدالوارث بن سعید، (۴۷)عبداللہ بن زبیر قرشی،
(۴۸)عبیداللہ بن عمرو الرقی، (۴۹)عبیداللہ ابن موسیٰ، (۵۰)عتاب بن محمد بن شوذب،
(۵۱)علی بن ظبیان کوفی، (۵۲)القاضی علی بن عاصم الواسطی، (۵۳)علی بن مسہر،
(۵۴)عمرو بن عنقزی، (۵۵)ابو قطن عمرو بن ہیثم قطعی، (۵۶)عیسیٰ بن یونس،
(۵۷)ابو نعیم فضل بن دکین، (۵۸)فضل بن موسیٰ سینانی، (۵۹)قاسم بن حکم عرنی،
(۶۰)قاسم بن معن مسعودی، (۶۱)قیس بن ربیع، (۶۲)محمد بن ابان عنبری کوفی، (۶۳)محمد
بن بشر عبدی، (۶۴)محمد بن حسن بن اُتش صنعانی، (۶۵)محمد بن حسن الشیبانی، (۶۶)محمد
خالد وہبی، (۶۷)محمد ابن عبداللہ انصاری، (۶۸)محمد بن فضل بن عطیہ، (۶۹)محمد بن قاسم
اسدی، (۷۰)محمد بن مسروق کوفی، (۷۱)محمد بن یزید واسطی، (۷۲)مروان بن سالم،
(۷۳)مصعب بن مقدام، (۷۴)معافی بن عمران الموصلی، (۷۵)مکی بن ابراہیم البلخی،
(۷۶)ابو سہل نصر بن عبدالکریم البلخی المعروف بالصیقل، (۷۷)نصر بن عبدالملک العتکی،
(۷۸)ابو غالب نضر بن عبداللہ ازدی، (۷۹)نضر بن محمد المروزی، (۸۰)نعمان بن
عبدالسلام اصبھانی، (۸۱)نوح بن دراج القاضی، (۸۲)ابو عصمہ نوح بن ابی مریم،

(۸۳)ہشیم بن بشیر، (۸۴)ہوذہ ابن خلیفہ، (۸۵)ھیاج بن بسطام البرجمتی (۸۶)وکیع بن جراح، (۸۷)یحیٰ بن ایوب المصری، (۸۸)یحیٰ بن نصر بن حاجب، (۸۹)یحیٰ بن ابی یمان، (۹۰)یزید بن زریع، (۹۱)یزید بن ہارون، (۹۲)یونس بن بکیر شیبانی، (۹۳)ابواسحاق الفزاری، (۹۴)ابوحمزہ سکری، (۹۵)ابوسعید صاغانی، (۹۶)ابوشہاب حناط، (۹۷)ابومقاتل سمرقندی، (۹۷)قاضی ابویوسف وغیرہ۔

(تہذیب الکمال جلد ۲۹،ص ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو انہیں یاد ہوتی ہیں۔

صالح بن محمد اسدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ فی الحدیث ہیں۔

احمد بن محمد بن قاسم بن محرز رحمۃ اللہ علیہ 'یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثیں لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(تہذیب الکمال جلد ۲۹،ص ۴۲۴مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سن ۸۵۲ھ اور علامہ مذی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۲ھ دونوں فرماتے ہیں کہ امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ (تہذیب الکمال جلد ۲۹،ص ۴۱۸مطبوعہ مؤسسہ الرسالہ بیروت)

(تہذیب التہذیب جلد ۱۰ص ۴۴۹مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس سند کے دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا پورا نام عامر بن شراحیل شعبی ہے۔ ثقہ ہیں۔ مشہور ہیں امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے بڑھ کر فقیہ کسی کو نہیں دیکھا ان کی وفات ۱۰۰ھ کے بعد ہوئی ہے اور ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ (تقریب جلد ۱ص ۴۶۱قدیمی)

ابن حبان نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو ثقات میں شمار کیا ہے اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء تو صرف چار ہی ہیں ابن مسیب مدینہ میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' بصرہ میں اور امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ شام میں، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سن ۱۰۴ھ میں ہوئی اور ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔ (تنسیق النظام ص ۶۲ مکتبہ المیز ان)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۶۵ مطبوعہ حیدر آباد دکن) اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۶۲ مکتبہ المیز ان)

اس حدیث کی سند کے آخر میں دو صحابی ہیں' حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں، حافظ الحدیث کہلاتے ہیں ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اصل نام عبد الرحمٰن بن صخر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ والد کا نام ابن غنم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا اپنا نام عبد اللہ بن عائذ ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ ان کے والد کا نام عائذ نہیں بلکہ عامر ہے۔ ان کی وفات سن ۵۷ یا ۵۸، ۵۹ ھ میں ہوئی ان کی عمر ۷۸ سال تھی۔

(تقریب جلد ۲ ص ۴۸۳، قدیمی)

حافظ بقی بن مخلد الاندلسی اپنی مسند میں ذکر کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۵۳۷۴ حدیثیں مروی ہیں اتنی کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۳۹، مکتبہ المیز ان)

اس سند کے تیسرے راوی جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن عمرو انصاری مدنی رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ خود بھی صحابی اور ان کے والد عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں۔ ۱۹ غزوات میں شریک رہے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ان کی عمر ۹۴ برس تھی۔

(تقریب جلد ۱ ص ۱۵۳)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن ۷۷ یا ۷۸ ہجری میں ہوئی ہے۔ (تنسیق النظام فی مسند الامام مصنف علامہ محمد حسن سنبھلی ص ۷ امکتبۃ المیز ان)

نوٹ:

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ذکر کیا ہے۔ پانچ واسطوں کے ساتھ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور صحابی کے درمیان چار واسطے ہیں۔ امام بخاری سے لے کر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ تک تین واسطے اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا کر صحابی تک کل چار واسطے ہیں۔ دیکھئے بخاری جلد ۲ ص ۷۶۶ جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست نقل کرتے ہیں اور صحابی تک صرف ایک واسطہ ہے۔

ناظرین آپ خود انصاف کی نظر سے دونوں سندوں کا موازنہ فرمائیں کہ اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نقل کرتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی نقل کرتے ہیں اور دونوں نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے طریق سے روایت کیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی واسطہ کے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین واسطوں سے۔ تو بتائیے کس کی سند زیادہ مضبوط اور عالی ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی عورت کا ایسے مرد سے نکاح کرنا حرام ہے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی پھوپھی یا خالہ ہو اسی طرح پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو ایک ہی آدمی کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۲۴۷ مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۲)......جو شخص توحید و رسالت کی گواہی دے اس کا کیا حکم ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَبِیْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا رَدِیْفُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّٰی

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ وَجَبَتْ لَـهُ الْجَنَّةُ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّیْ سَاعَةً ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ وَجَبَتْ لَـهُ الْجَنَّةُ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّیْ سَاعَةً ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ وَجَبَتْ لَـهُ الْجَنَّةُ قَالَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اِصْبَعِ اَبِی الدَّرْدَاءِ السَّبَّابَةِ یُوْمِیُ اِلٰی اَرْنَبَتِهٖ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن حبیبہ سے وہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں عبداللہ بن حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن اس دوران کہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک سواری پر پیچھے سوار تھا' نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابودرداء! جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں' تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی' میں نے عرض کیا خواہ اس سے زنا اور چوری کا ارتکاب بھی ہو جائے؟ یہ سن کر نبی علیہ السلام ایک لحظہ خاموش رہے اور کچھ دیر چلنے کے بعد پھر وہی بات فرمائی، میں نے پھر وہی سوال کیا تین مرتبہ اس طرح ہونے کے بعد نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اگر اس سے زنا اور چوری کا ارتکاب بھی ہو جائے اور اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہی ہو جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ آج بھی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی شہادت والی انگلی مجھے اپنے سامنے نظر آتی ہے۔ جب کہ انہوں نے اسے اپنی ناک کے نرم حصے پر رکھا تھا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب ما جاء فیمن شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی بہت سارے محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ کسی کتاب میں الفاظ کی زیادتی ہے لیکن نفس مضمون بعینہ یہی ہے۔

(١) کتاب الآثار لامام محمد رحمه الله ص١٢٢

(٢) کتاب الآثار لابی یوسف رحمه الله ص١٩٧، حدیث نمبر ٨٩١

(٣) مسند ابی حنیفة رحمه الله لابن خسرو البلخی جلد٢ ص٥٧٢، حدیث نمبر ٦٧٧، ٦٧٨، ٦٧٩، ٧٨٠.

(٤) بخاری جلد١ ص١٦٥، باب ماجاء فی الجنائز ومن کان اخر کلامه لا اله الا الله

(٥) مسند الامام احمد جلد ٢ ص٣٥٧

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی جلد٦ ص٢٧٦ حدیث نمبر ١٠٩٦٣

(٧) ترمذی جلد٢ ص٩٢، باب ماجاء فی من یموت وهو یشهد ان لا الا الله (قدیمی)

(٨) مسند حارثی جلد١ ص٤٢٣، حدیث نمبر ٦٦١، مکتبه امدادیه مکه مکرمه

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن حبیبہ ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ مومن کیسا بھی ہو توحید وسنت کے اقرار کی برکت سے جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا میں کوئی بھی صدقِ دل سے توحید ورسالت کا اقرار کرنے والا ایک نہ ایک دن جنت

میں ضرور داخل ہوگا توحید ورسالت کا اقرار کرنے والا اگر گناہوں سے پاک ہے دنیا میں نیک عمل کرتا تھا گناہوں سے بچتا تھا تو ابتداءً جنت میں داخل ہوگا اور اگر گناہگار ہے تو ابتداءً جہنم میں داخل ہوگا اور سزا بھگتنے کے بعد آخرکار جنت اس پر واجب ہوگی اور وہ جنت میں داخل ہوگا اس پر قرآن وحدیث میں واضح دلائل موجود ہیں۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۶، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳)...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے

اخبرنی ابو القاسم الأزهری حدثنا أبو نصر محمد بن أحمد بن محمد بن موسى بن جعفر الملاحمی البخاری بانتخاب الدارقطنی حدثنا عبدالله بن محمد بن يعقوب حدثنا عبدالرحيم بن عبدالله بن إسحاق السمنانی حدثنا محمد بن القرخ البغدادی أبو جعفر بقزوين حدثنا إسحاق بن بشر القرشی حدثنا أبو حنيفة عن حماد عن أنس رضی الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَجْهَرُوْنَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ:

''مجھے ابو القاسم الازہری نے خبر دی، ہم سے ابونصر محمد بن احمد بن محمد بن موسیٰ جعفر الملاحمی البخاری نے انتخابِ دار قطنی سے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن محمد بن یعقوب، ان سے عبدالرحیم بن عبداللہ بن اسحاق السمنانی، ان سے ابوجعفر بن محمد الفرخ البغدادی قزوینی نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن بشر القرشی، ان سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے حماد اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (جماعت کراتے ہوئے) بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے (بلکہ سورۃ الفاتحہ سے قرأت شروع کرتے تھے)۔''

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔دوسرے راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں۔یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔یہاں پر ان کا مختصر تعارف نقل کیا جاتا ہے۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حماد فقیہ ہیں اور سچ بولنے والے تھے ان کی وفات ۱۲۰ یا ۱۱۹ھ میں ہوئی ہے۔(تقریب ۱/ ۲۳۸)

حماد بن ابی سلیمان نے انس بن مالک، زید بن وہب، سعید بن مسیّب، عکرمہ وغیرہ سے روایت کیا ہے اور حماد سے اسماعیل، عاصم، ابوحنیفہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔
(تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۱۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

معمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان سے بڑا فقیہ کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا۔

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں۔

ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد سچوں میں سے ہیں۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد ثقہ ہیں۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حماد رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ کہا ہے۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۵۰ مکتبہ المیزان لاہور، تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۱۶، ۱۷ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس حدیث کے تیسرے راوی مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بصرہ چلے گئے تھے اور بصرہ کے اندر ہی قیام پذیر رہے اور ان کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔(تقریب ۱/ ۱۱۱، قدیمی کراچی)

(مسند امام اعظم للحارثی جلد۲ ص ٥٥٤، حدیث نمبر ۹۰۳، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) مصنف ابن ابی شیبة ۳٦۱/۱، من کان لا یجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (حدیث نمبر ٤١٤٤)

(۲) مسند امام احمد ۱۷۹/۳ (حدیث نمبر ۱۲۸٦۸) جلد ۲۷۵/۳ (حدیث نمبر ۱۳۹٤۳)

(۳) صحیح ابن خزیمة ۲۵۰/۱ (حدیث نمبر ٤٩٥، ٤٩٦، ٤٩٧)

(٤) سنن نسائی المجتبیٰ ۱۳۵/۲ ترک الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (حدیث نمبر ۹۰۷)

(۵) کتاب الآثار لابی یوسف ص۲۲ حدیث نمبر ۱۰۷

(٦) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص٤٨٩ حدیث نمبر ٥٤٣

(۷) سنن ابن ماجة ص۵۹ باب افتتاح القرأة (قدیمی)

(۸) بخاری جلد ۱ ص۱۰۳ باب ما یقرأ بعد التکبیر (مکتبة المیزان)

(۹) سنن النسائی جلد ۱ ص١٤٤، ترک الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (قدیمی)

(۱۰) مسلم جلد ۱ ص۱۷۲، باب حجة من قال یجهر ببسم الله (مکتبة الحسن)

(۱۱) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۲ ص۵۱، باب من قال یجهر بهما (حدیث نمبر ۲۲٤۳)

(۱۲) دار قطنی جلد۱ ص۳۱۵، باب ذکر اختلاف الروایة فی الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم.

(۱۳) صحیح ابن حبان جلد۵ ص۱۰۳ (حدیث نمبر ۱۷۹۹)

(١٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۵۷، باب ماجاء فی ترک الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم (قدیمی)

شرح حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنی چاہیے۔ اونچی آواز سے نہیں یہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ ہے۔

تاہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بسم اللہ جہراً پڑھنے کا ذکر ہے تو وہ روایت بیانِ جواز اور تعلیم پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تعلیم کے لیے بسم اللہ کو اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

تو پتہ چلا کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب راجح ہے اور عین حدیث کے مطابق ہے۔

(۴)......نماز اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ فِیْ مَوَاقِيْتِهَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طلحہ بن نافع سے وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ فی مواقیتھا، حدیث نمبر ۸۵)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۷۶، باب فضل الصلوٰۃ لوقتھا (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲۲۱، باب کراھۃ تاخیر الصلوٰۃ عن وقتھا (مکتبۃ الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۴۳، باب ماجاء فی وقت الاول من الفضل (قدیمی)

(٤) الکامل لابن عدی جلد۲ ص٤۹۸

(۵) سنن النسائی جلد۱ ص۱۰۰، باب فضل الصلوٰۃ لمواقیتھا (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پورا نام طلحہ بن نافع الواسطی ہے ابوسفیان ان کی کنیت ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب میں طلحہ کو صدوق کہا ہے۔ (تقریب جلد۱ ص۴۵۲ قدیمی)

ابن حبان نے طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام ص۶۰، مکتبۃ المیزان، تہذیب التہذیب جلد۵ ص۲۷ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

طلحہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ ائمہ صحاح ستہ کے رواہ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد۵ ص۲۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن) وفات ان کی سن ۱۱۰ھ میں ہوئی ہے۔

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اوقات کی پابندی پر بہت زور دیا ہے اور اس بات کی طرف شدید رغبت دلائی ہے کہ سب سے افضل عمل وہ نماز ہے جو ٹھیک وقت پر ادا کی جائے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۰۴، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

وقت پر نماز پڑھنے سے مراد وقت مستحب ہے۔(مظاہر حق جلد اص ۵۳۶ مکتبہ العلم)

(۵)......سفر میں روزہ کھولنے کی اجازت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ ابْنِ حَبِيْبِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا فَشَكَا النَّاسُ اِلَيْهِ الْجُهْدَ فَافْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیثم سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی دو راتیں گزرنے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں بھی روزہ رکھا لیکن جب مقامِ قدید میں پہنچے تو کچھ لوگوں نے مشقت کی شکایت کی نبی علیہ السلام نے روزہ چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے تک مستقل افطار فرماتے رہے۔

(مسند حصکفی کتاب الصوم، باب مَا جَاءَ فِيْ رُخْصَةِ الْاِفْطَارِ فِي السَّفَرِ)

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات اور تیسرے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حالات پہلے گزر چکے ہیں اور دوسرے راوی ہیثم بن حبیب الصیرفی ہیں۔

ہیثم بن حبیب الصیر فی بچوں میں سے ہیں۔ (تقریب ج ۲ص ۲۷۶ قدیمی)

ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ ہیثم بڑے تابعین میں سے ایک ہیں اور علامہ ابن حبان نے ثقات میں تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۸۸، مکتبة المیزان لاهور)

ہیثم بن حبیب سے ابوعوانہ، حفص بن ابی داؤد، امام ابوحنیفہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ یحیٰی بن معین نے ہیثم بن حبیب کو ثقہ کہا ہے۔ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے بھی ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱، ص ۹۲، حیدر آباد دکن)

تخریج حدیث:

یہ حدیث کچھ الفاظ کے تبدیلی کے ساتھ دیگر کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(۱) بخاری ۱/ ۲۶۰، باب الصوم فی السفر والافطار (مکتبة المیزان لاهور)

(۲) سنن النسائی ۱/ ۳۱۶، ۳۱۷، باب الصیام فی السفر (قدیمی)

(۳) صحیح مسلم ۱/ ۳۵۵، باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر (مکتبة الحسن لاهور)

(٤) ابو داؤد ۱/ ۳۲۷، باب السفر فی الصوم (اقرأ قرآن کمپنی لاهور)

نوٹ: ابوداؤد کی اس روایت میں مقام قدید کے بجائے مقام عسفان کا ذکر ہے اور یہ روایتیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہیں۔

(۵) ترمذی ۱/ ۱۵۱، باب ماجاء فی کراهیة الصوم فی السفر (قدیمی کتب خانه لاهور)

(٦) مسند امام اعظم للحارثی جلد۲ ص ۷۰۵، حدیث نمبر ۱۱۷۲، مکتبه امدادیه مکه مکرمه

نوٹ: ترمذی کی روایت میں مقام قدید کے بجائے مقام کراع الضمیم کا ذکر ہے۔

شرحِ حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر مشقت والا ہوتو افطار کرنا جائز ہے اور اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ افطار کرنا اور روزہ رکھنا دونوں جائز ہیں۔ سفر خواہ راحت کا ہو یا تکلیف کا لیکن اگر مسافر کو کچھ تکالیف نہیں ہےتو روزہ رکھنا بہتر اور افضل ہے اور اگر مسافر کو مشقت اور ایذا ہوتی ہےتو افطار کرنا روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔

(٦)......خصائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ مسلم سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو بھی قبول فرما لیتے، مریض کی عیادت کرتے اور گدھے پر سواری کر لیتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِيْ خَصَائِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر ٣٦١، ص٤٢١)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابن ماجة ص٣٠٨، باب البرأة من الكبر و التواضع (قديمى)

(٢) مستدرك حاكم جلد٢ ص٤٦٦

(٣) مصنف ابن ابى شيبة جلد٣ ص١٦٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد مسلم بن کیسان ہیں۔ پورا نام مسلم بن کیسان الضبی الملائی ابوعبداللہ کنیت ہے۔ (تقریب جلد۲ص۱۸۰قدیمی)

مسلم بن کیسان یہ متکلم فیہ راوی ہے۔

ملاعلی قاری فرماتے ہیں مسلم بن کیسان یہ جلیل قدر تابعی ہیں۔

(تنسیق النظام ص۸۴مکتبۃ المیزان)

امام صاحب کے اس طریق پر لوگوں نے کلام کیا ہے تو یہ طریق بطور شواہد ومتابعات کے ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر چہ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ لیکن اصول حدیث کے اعتبار سے فضائل وآداب میں ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہے۔ مذکورہ حدیث احکام کے متعلق نہیں اور اس کا مفہوم بالکل صحیح ہے حدیث کی دیگر کتابوں میں موجود ہے۔ لہٰذا یہ حدیث محدثین کے اصول کے مطابق قبول ہے۔ اور اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول انس رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

مسلم بن کیسان سے امام ابوحنیفہ نے دو حدیثیں روایت کی ہیں پہلی یہی مذکورہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے متعلق دوسری سفر میں رمضان کے روزے کے متعلق۔

(تنسیق النظام ص۸۴)

شرح حدیث:

تکلف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں قطعاً نہ تھا۔ تواضع نہایت درجہ تھی۔ اس لیے سواری کے لیے عام خچر، گدھے پر سواری کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔ جب ضرورت ہوتی سوار ہو جاتے اور اگر غلام اپنے آقا کی طرف سے آکر دعوت پیش کرتا تو آپ قبول فرماتے اگر چہ اللہ رب العزت نے آپ کو دنیا، دین کی سرداری نصیب فرمائی تھی لیکن غرور وتکبر آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے پاس پھٹکتے بھی نہ تھے بلکہ افعال و اعمال میں تواضع و انکساری نظر آتی تھی کوئی معمولی سا آدمی بھی بیمار ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے اور اس کو تسلی دیتے تا کہ اس کے افسردہ دل کو تسلی ہو۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ۵ ص ۳۲۶ اضافہ و ترمیم مکتبہ العلم)

(۷)......شفاعت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ يَزِيْدِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَخْرُجُ اللهُ مِنَ النَّارِ مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَزِيْدُ فَقُلْتُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا قَالَ جَابِرٌ اِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّمَا هِيَ فِي الْكُفَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَزِيْدُ قُلْتُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا فَقَالَ جَابِرٌ اِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ذٰلِكَ الْكُفَّارُ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ يَزِيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يُعَذِّبُ اللهُ تَعَالٰى قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْاٰيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَاَيْنَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اٰخِرِهٖ.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یزید بن صہیب سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت جابر سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو میری شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکال لیں گے، راوی حدیث یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ وہ جہنم سے نکلنے والے نہیں؟

(پھر اس حدیث کا کیا مطلب؟) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی تو پڑھو، یہ حکم کافروں کے لیے ہے کہ انہیں جہنم سے نکلنا نصیب نہ ہوگا اور نبی علیہ السلام نے مومنین کا حکم بیان فرمایا ہے دوسری روایت میں بھی اسی طرح سوال جواب مذکور ہے اور تیسری روایت میں ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ''شفاعت'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے ایک گروہ کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرے گا اور بعد میں نبی علیہ السلام کی سفارش پر انہیں جہنم سے نکال لے گا' یہ سن کر یزید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان مذکورہ سوال جواب ہوئے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ حدیث نمبر ۲۳، ص ۱۰۳)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن حدیث کا مفہوم ویسا ہی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص ۱۰۷ باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار (مکتبة الحسن)

(۲) سنن دارمی جلد۱ ص ۲۷

(۳) مسند امام اعظم للحارثی جلد۲ ص۷۵۲، حدیث نمبر ۱۵۲۰ مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی یزید بن صہیب فقیر ہیں۔ یہ امام صاحب کے استاد ہیں ابوعثمان ان کی کنیت ہے اور فقیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ (تقریب جلد۲ ص ۳۲۶، قدیمی)

یہ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ لفظ فقیر ''فقر'' سے نہیں بلکہ فقار سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ریڑھ کی ہڈی ان کی ریڑھ کی ہڈی میں بہت تکلیف رہتی تھی جس کی وجہ سے ان کی کمر جھک گئی تھی اس لیے انہیں فقیر کہا جاتا ہے۔ یزید بن صہیب کو ابن معین، ابوزرعہ اور نسائی نے ثقہ کہا ہے۔ یزید بن صہیب نے جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور یزید بن صہیب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۳۳۸ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباددکن)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے نیک مقربین بندوں کو اجازت دے گا کہ وہ گنہگار لوگوں کی شفاعت کریں۔ شفاعت کی تمام اقسام علی الاطلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔

شفاعت کی اقسام:

(۱) شفاعتِ کبریٰ یہ تمام مخلوق کے حق میں حساب وکتاب شروع کرنے سے متعلق ہو گی۔ یہ مقامِ محمود ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے خاص ہے۔

(۲) جنت میں بلاحساب وکتاب داخلہ ملنا یہ شفاعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) یہ وہ شفاعت ہے جس سے لوگ جنت میں جائیں گے۔

(۴) مستحقین دوزخ شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

(۵) رفع درجات اور اعزاز اکرام میں اضافے کے لیے شفاعت کی جائے گی۔

(۶) دوزخ میں پہنچ جانے والوں کو شفاعت کی وجہ سے دوزخ سے نکالا جا۔۔ گا یہ

شفاعت ملائکہ، علماء، شہید سب کو میسر ہوگی۔

(۷) افتتاح جنت یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

(۸) دائمی عذاب پانے والوں کو عذاب میں تخفیف کی شفاعت۔

(۹) اہل مدینہ کے لیے خصوصی شفاعت۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۵ ص ۱۳۷ مکتبہ العلم)

(۸)......نمازِ عشاء میں پڑھی جانے والی سورت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَدِیٍّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ وَقَرَأَ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عدی سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں "والتین والزیتون" کی تلاوت فرمائی۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِی الْقِرَأَةِ فِی الْعِشَاءِ

حدیث نمبر ۱۰۲، ص ۱۹۸)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

اس کے حدیث کے دوسرے راوی عدی بن ثابت ہیں۔

عدی بن ثابت انصاری کوفہ کے رہنے والے ہیں ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب جلد ا صفحہ ۶۶۸، قدیمی)

ابن حبان نے ثقات میں عدی بن ثابت کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ ارشاد الساری میں ہے کہ عدی بن حاتم انصاری کوفی اور مشہور تابعی ہیں اور امام نسائی اور امام عجلی نے ثقہ کہا ہے

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عدی ثقہ راوی تھے۔ عدی بن ثابت ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ابن حبان نے ثقہ کہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ عدی ثقہ ہیں تابعی ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۷۱)

ملا علی قاری نے فرمایا کہ عدی اکابر تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام فی مسند الامام ص ۷۱، مکتبہ المیزان لاہور)

عدی بن ثابت کی وفات ۱۱۶ھ میں ہوئی۔ (تقریب ۱/ ۶۶۸ قدیمی لاہور)

عبداللہ بن احمد، امام عجلی، نسائی نے عدی کو ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۱۶۵ حیدرآباد دکن)

عدی بن ثابت نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور عدی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۷۱ مکتبہ المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت براء رضی اللہ عنہ ہیں۔ پورا نام البراء بن عازب بن حارث بن الانصاری ہے خود بھی صحابی ہیں اور ان والد محترم بھی صحابی ہیں۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی وفات ان کی سن ۷۲ھ میں ہوئی۔ (تقریب ۱ ص ۱۲۳ قدیمی)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری ۱/۱۰۵ باب الجہر فی العشاء، ۱۰۶، باب القرأۃ فی العشاء

(۲) مسلم ۱/۱۸۷ باب القرأۃ فی العشاء (مکتبۃ الحسن)

(۳) ترمذی ۱/۶۸، باب ما جاء فی القرأۃ فی صلوٰۃ العشاء. (قدیمی کراچی)

(٤) سنن نسائی ۱/۱۵۵، القرأۃ فی العشاء بالتین والزیتون (قدیمی

کراچی)

(۵) ابن ماجة ص ٦٠، باب القرأة فی صلوة العشاء. (قدیمی کراچی)

(٦) مسند امام اعظم للحارثی جلد٢ ص ٨٣٣، حدیث نمبر ١٤٧٦، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ

شرح حدیث:

حدیث کی دیگر کتابوں میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورہ والشمس کی تلاوت فرماتے اور کبھی سورہ اعلیٰ کی اور مذکورہ حدیث میں موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ والتین کے تلاوت فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مواقع پر مختلف سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(٩)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کا ذکر

اخبرنا ابو القاسم بن السمرقندی انا ابو القاسم بن القشیری نا ابو الحسین محمد بن عبدالرحمن بن جعفر بن خشنام نا ابو بکر أحمد بن محمد بن خالد بن جلی الكلاعی بحمص نا ابی محمد بن خالد بن جلی نا ابی عمر عن محمد بن خالد الوهبی عن أبی حنیفة عن عثمان بن عبد الله عن أُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَتْنَا بِمُشَاقَةٍ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبَةً بِالْحِنَّاءِ.

ترجمہ:

ہمیں ابو القاسم بن سمرقندی نے خبر دی، ہمیں ابوالقاسم بن القشیری، ہمیں ابوالحسین محمد بن عبدالرحمن بن جعفر بن خشنام نے خبر دی، ہم سے ابوبکر احمد بن محمد بن خالد جلی الکلاعی نے حمص میں بیان کیا، ہم سے ہمارے والد محمد بن خالد بن جلی، ہم سے ہمارے والد

عمر نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن خالد الوہبی، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے عثمان بن عبداللہ تابعی سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہندی سے خضاب شدہ موئے مبارک کا ایک گچھا لے کر آئیں۔ (ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ٤:١٦٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۸۷۵، باب ما یذکر فی الشیب (مکتبة المیزان)

(۲) سنن ابن ماجة ص۲۵۸، باب الخضاب بالحناء (قدیمی)

(۳) مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۵۰۶، باب الخضاب بالحناء

(٤) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۷۸، باب الخضاب، باب فی خضاب الصفرہ (مکتبة الحسن)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۲۷۷، ۲۷۸، باب الخضاب بالحناء والکتم (قدیمی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں اس حدیث کے دوسرے راوی عثمان بن عبداللہ ہیں۔ پورا نام عثمان بن عبداللہ بن موہب مدنی ہیں۔ آلِ طلحہ کے غلام تھے ثقہ ہیں۔ ان کی وفات سن ۱۶۰ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد ۱ ص ٦٦١ قدیمی)

عثمان بن عبداللہ بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ (بخاری جلد ۲ ص ۸۷۵)

میں ان سے روایت موجود ہے۔ اس حدیث کے آخر میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ ان کا اصل نام ہند تھا ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کی بیٹی تھی۔ پہلا نکاح ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

سے ہوا۔ ان کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ کنیت ام سلمہ ہے۔ وفات ان کی سن ۶۲ ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص ۶۶۲ قدیمی)

ازواجِ مطہرات میں سب سے بعد میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ انتقال کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ۸۴ سال کی تھی۔

(سیرت مصطفیٰ جلد۳ ص ۳۰۲ مطبوعہ مکتبۃ العلم)

شرح حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ایک ڈبیہ میں محفوظ تھے۔ کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہوتا تو پانی بھیجتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اس میں ڈال دیے جاتے لوگ وہ پانی استعمال کرتے تو ان کی برکت سے شفا مل تی۔ یہ تفصیل دیگر حدیث کی کتابوں مثلاً بخاری جلد۲ ص ۸۷۵ میں موجود ہے۔ یہاں ہ حدیث تفصیل سے موجود نہیں ہے اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ ان بالوں کو ہ ں سے خضاب کیا ہوا تھا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے۔ یاد رکھئے سیاہ رنگ کے علاوہ باقی خضاب لگانا جائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرخ مہندی سے خضاب کرتے تھے۔ اور بعض زرد بھی کرتے تھے۔ مہندی کے خضاب میں کئی احادیث وارد ہیں۔ اور علماء فرماتے ہیں کہ مہندی کا خضاب علامات مومنین میں سے ہے اور تمام علماء کے ہاں یہ جائز ہے۔ بعض فقہاء نے اس کو مستحب کہا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مہندی کا خضاب لگانا بالاتفاق مستحب ہے۔ البتہ سیاہ رنگ کے خضاب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض دلائل کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک ضرورتِ شرعیہ کی وجہ سے سیاہ خضاب لگانا جائز ہے۔ مثلاً جہاد میں دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے کوئی بوڑھا مجاہد خضاب لگاتا ہے یا بوڑھا شوہر جوان بیوی کے اطمینان کے لیے خضاب لگاتا ہے تو یہ بغیر کراہت جائز ہے۔ البتہ عام حالات میں ضرورت شرعیہ کے بغیر سیاہ خضاب لگانا مختار

قول کے مطابق مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۰)......نظرِ بد کا دم کرنا

حدثنا احمد بن رسته قال ثنا محمد بن المغيرة قال ثنا الحكم عن زفر عن أبي حنيفة عن عبيد الله بن يزيد رفعه إلى عبدالله بن عمر أن أسماء بنت عميس رضى الله عنهما قالت: أَلاَ تَسْتَرْقِيْ لِابْنِ أَخِيْ مِنَ الْعَيْنِ؟ قَالَ: بَلٰى، لَوْ أَنَّ شَيْئًا سَبَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَهُ الْعَيْنُ.

ترجمہ:

ہم سے احمد بن رُستہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن المغیر ۃ، انہوں نے کہا: ہم سے الحکم نے بیان کیا، انہوں نے زفر، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے عبید اللہ بن یزید سے روایت کیا، وہ حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا: کیا آپ اپنے بھتیجے کو نظرِ بد کا دم نہیں کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں! اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو ضرور نظر اس پر سبقت لے جاتی۔ (ابو الشيخ طبقات المحدثين بأصبهان، ٤: ١٥٧)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۲ ص۲۱۹، باب الطب والمرض والرقی (مكتبة الحسن لاهور)

(۲) جامع الترمذی جلد۲ ص۲٦، باب ماجاء فی رقية من العين (قديمی)

(۳) سنن ابن ماجة ص۲۵۰، باب من استرقی من العين (قديمی)

(٤) بخاری جلد۲ ص۸٥٤، باب رقية العين (مكتبة الميزان)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵٤۱، باب ماجاء فی العین (مکتبة الحسن)

شرح حدیث:

اس حدیث سے پتہ چلا کہ نظر کا لگ جانا حق ہے اور اس کا دم کروانا جائز ہے۔ اگر دم قرآنی آیات سے ہو تو جائز ہے اور اگر ایسے کلمات کے ذریعے سے ہو جس میں کفریہ شرکیہ الفاظ ہو تو اس طرح دم کرنا اور کروانا جائز نہیں ہے۔ حرام ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد کے لیے دم کرنے کا حکم دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ نظر بد کا اثر تیزی سے ہوتا ہے۔ اس کا ازالہ بھی تیزی سے ہونا چاہیے اور وہ دم سے ممکن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

دوسرے راوی عبید اللہ بن یزید ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے بارے میں بہت سخت تھے۔ ان کی وفات سن ۷۳ھ کے شروع میں یا اس کے آخر میں ہوئی۔ (تقریب جلد ا ص ۵۱۶ قدیمی)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کسی چیز میں ان کو تھوڑا سا بھی کوئی شبہ پیدا ہوتا تو فوراً وہ چیز صدقہ کر دیتے تھے۔ (تنسیق النظام ص۲۹، مکتبة المیزان)

(۱۱)......حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الشُّهَدَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ رَجُلٌ دَخَلَ اِلٰى اِمَامٍ فَاَمَرَهٗ وَنَهَاهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عکرمہ سے وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہوں گے اور دوسرے نمبر پر وہ آدمی جو کسی حکمران کے پاس جا کر اسے اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ حَمْزَةَ، حديث نمبر ٣٧٠)

تخریج حدیث:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی یہ حدیث دوسری معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(١) مسند ابی حنيفة لابی نعيم اصبهانی ص١٢٨

(٢) المعجم الاوسط للطبرانی جلد٥ ص٥٢

(٣) احكام القرآن للجصاص جلد١ ص٣٤

(٤) مستدرك حاكم جلد٣ ص١٩٥، جلد ٢ ص١١٩، ص١٢٠

(٥) مجمع الزوائد جلد٧ ص٢٦٦، ٢٧٢، جلد٩ ص٣٦٨

(٦) المعجم الكبير للطبرانی جلد٣ ص١٦٥

(٧) تاريخ بغداد جلد٦ ص٢٧٧، جلد ١١ ص٣٠٢

(٨) كنز للهندی حديث نمبر ٣٣٢٦٣، ٣٣٢٦٤

(٩) الدر المنثور للسيوطی جلد٢ ص٩٧

(١٠) مسند حارثی جلد١ ص١٨١.حديث نمبر ١٢٢، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب

کے استاد حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ امام صاحب نے عکرمہ سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ایک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے متعلق اور دوسری سات ہڈیوں پہ سجدہ کرنے کے متعلق۔

(تنسیق النظام ص۷۴، مکتبہ المیزان)

پورا نام عکرمہ بن عبداللہ ہے یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ اور عالم بالتفسیر ہیں ان سے کوئی بدعت ثابت نہیں ہے۔ وفات ان کی سن ۱۰۷ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد ا ص ۶۸۵ قدیمی)

عثمان دارمی نے فرمایا کہ میں نے ابن معین سے کہا کہ آپ کے نزدیک عکرمہ زیادہ پسندیدہ ہے یا سعید بن جبیر تو ابن معین نے فرمایا کہ یہ دونوں ثقہ ہیں۔ امام عجلی نے عکرمہ کو ثقہ کہا ہے اور امام نسائی نے بھی عکرمہ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن حاتم نے فرمایا کہ میں نے عکرمہ کے متعلق اپنے والد سے پوچھا کہ وہ کیسے راوی ہیں تو انہوں نے فرمایا عکرمہ تو ثقہ راوی ہیں۔ امام ابن حبان نے عکرمہ کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۷۰ مکتبہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

عکرمہ نے ابن عباس، علی، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، عائشہ، حمنہ بنت جحش، صفوان بن امیہ، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۶۴ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دعائیں دیں خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم و حکمت تفقہ فی الدین اور علم تفسیر قرآن کی جو دعائیں زبانِ نبوت سے ملی ہے اس کی مثال اور کہیں مشکل سے ملے گی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت الخلاء تشریف لے جانے کے

وقت انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ پانی کس نے رکھا ہے انہوں نے عرض کیا میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنِ کہ اے اللہ اسے دین میں فقاہت عطا فرما۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے چمٹا کر یہ دعا دی۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کو حبر الامہ، ترجمان القرآن، بحر العلم، امام التفسیر جیسے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۵ ص ۸۲۷ مکتبہ العلم)

عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں ان کی پیدائش ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی اور وفات ان کی سن ۶۸ ھ میں طائف میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۱ ص ۵۰۴ (قدیمی)

شرح حدیث:

اس حدیث میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ہیں اور رضاعی بھائی بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ثوبیہ کا دودھ پیا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ اس حدیث سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت آشکار ہے اس لیے کہ آپ کو تمام شہداء میں سربلندی، سرداری نصیب ہوئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سرداری بھی شہیدوں میں مسلّم ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم ص ۳۲۱، ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۱۲)......شبہات کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَءُوْا الْحُدُوْدَ بِالشُّبْهَاتِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مقسم سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شبہ کی وجہ سے حد ساقط کر دیا کرو۔

(مسند حصکفی، باب الْحُدُوْدُ تَنْدَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ حدیث نمبر ۳۱۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۲٦۳، باب ماجاء فی درء الحدود (قدیمی)

(۲) مصنف ابن ابی شیبة جلد۵ ص۵۱۲، باب فی درء الحدود بالشبهات حدیث نمبر ۲۸۵۰۲

(۳) مستدرك حاكم جلد ٤ ص٤٢٦، حدیث نمبر ۸۱٦۳

(٤) سنن دار قطنی جلد۳ ص٨٤، کتاب الحدود والدیات حدیث نمبر ۸

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۸ ص۲۳۸، باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات ١٦٨٣٤

(٦) مسند ابی یعلیٰ جلد۱۱ ص٤٩٤، حدیث نمبر ٦٦١٨

(۷) سنن ابن ماجة ص۱۸۳ باب ستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبهات (قدیمی)

(۸) مسند حارثی جلد۱ ص۱۸۵، حدیث نمبر ۱۲۸، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد مقسم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پورا نام مقسم بن بجرہ ہے اور ان کو ابن نجدہ بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ان کی ابوالقاسم ہے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے آزاد

کردہ غلام ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں سچوں میں سے ہیں مرسل روایت کیا کرتے تھے۔ وفات ان کی سن ۱۰۱ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد ۲ ص ۲۱۱ (قدیمی)

مقسم رحمۃ اللہ علیہ یہ عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھی کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ زیادہ رہا کرتے تھے اس لیے لوگوں نے ان کا غلام سمجھ لیا سچوں میں سے ہیں ثقہ ہیں۔ (تنسیق النظام ص ۸۵ (المیزان)

حدیث کے تیسرے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

یہ حدیث مختلف الفاظ و عبارت سے کتب صحاح میں وارد ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ شبہات سے حدود ٹل جایا کرتی ہیں کہ جیسا کہ ترمذی، ابن ابی شیبہ، مستدرک حاکم وغیرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی قسم کی حدیث لائے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حد کو ٹالو اگر مسلمان کے لیے خلاصی کا کوئی پہلو دیکھو تو اس کو خلاصی دو۔ اس لیے فرمایا کہ حاکم کا معاف کرنے میں خطا کرنا سزا دینے میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔ دار قطنی اور بیہقی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی حدیث لائے ہیں کہ حدود کو ٹالو مگر حدود کے ثابت ہو جانے کے بعد امام کے لیے حدود کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدود کو ٹالو جہاں تک ٹالنے کا موقع مل سکے۔

(ماخوذ از شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز ص ۲۸۲)

(۱۳)......بیع سلم کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ جَبَلَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جبلہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے کھجور کی بیع سلم سے منع فرمایا تا آنکہ اس کا پکنا سامنے آجائے۔

(مسند حصکفی، باب ما یجوز بیعه وما لا یجوز حدیث نمبر ۳۳۶)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۹، باب السلم فی النخل، باب السلم الی من لیس عندهٗ اصل (مکتبة المیزان)

(۲) مسند ابی داؤد طیالسی ص۲۶۲ (حدیث نمبر ۱۹۴۰)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۶۵، باب اذا اسلم فی نخل بعینه لم یطلع (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۲۵، باب السلف فی الثمار (قدیمی)

(۵) مسلم جلد ۲ ص۳۱، باب السلم (مکتبة الحسن)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۹۱، باب فی السلم فی ثمرة بعینها (مکتبة الحسن)

(۷) مسند امام اعظم للحارثی جلد۲ ص ۸۵۹، حدیث نمبر ۱۵٤۰، مکتبه امدادیه مکه مکرمه

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد جبلہ بن سحیم ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ جبلہ بن سحیم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثوری وغیرہما نے روایت کیا ہے اور امام

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جبلہ بن سحیم سے تین احادیث روایت کی ہیں۔

(تنسیق النظام ص ٤٧ مکتبہ المیزان)

جبلہ بن سحیم تیمی کو شیبانی ابو سریرہ اور ابو سریرہ کوفی بھی کہا جاتا ہے۔ جبلہ بن سحیم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، معاویہ رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ حنظلہ انصاری امام مسجد قباء، یہ صحابی ہیں سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے ابو اسحاق سبیعی، ابو اسحاق شبیانی، شعبہ، ثوری، عوام بن حوشب وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ عجلی اور نسائی نے بھی ثقہ کہا ہے۔ ابو حاتم نے جبلہ کو ثقہ اور صالح الحدیث کہا ہے اور یعقوب بن سفیان نے بھی ثقہ کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ٦١، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن، تہذیب الکمال جلد ۴ ص ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا جب تک کہ اس کا پکنا سامنے نہ آ جائے یعنی اگر درخت پر لگی ہوئی کھجور کو فروخت کیا جائے تو جائز نہیں۔ جب تک وہ اپنی مراد کو نہ پہنچ جائے۔ اگر اس کو درخت سے کاٹ کر بیچیں تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ایسی خرید و فروخت میں دھوکہ نہیں ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۳۰۰ محمد سعید اینڈ سنز)

(۱۴)......سجدہ میں اپنے بازوؤں کو نہ بچھائیں

اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ جَبَلَۃَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فَلاَ یَفْتَرِشُ ذِرَاعِیْہِ اِفْتِرَاشَ الْکَلْبِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جبلہ بن سحیم سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز پڑھے (تو سجدہ میں) اپنے بازو کتے کی طرح نہ پھیلائے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب لاَ یَفْتَرِشُ ذِرَاعِیْہِ فِی السُّجُوْدِ، حدیث نمبر ۱۱۲)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۱۳، باب لایفترش ذراعیہ فی السجود. (المیزان)

(۲) مسلم جلد ۱ ص۱۹۳ باب الاعتدال فی السجود (مکتبۃ الحسن)

(۳) سنن ابن ماجۃ ص٦٣، باب الاعتدال فی السجود (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۳۰، باب صفۃ السجود(اقرأ قران کمپنی)

(۵) جامع الترمذی جلد۱ ص٦٢، باب ماجاء فی الاعتدال فی السجود (قدیمی)

(٦) سنن النسائی جلد۱ ص١٦٦، باب النھی عن بسط الذراعین فی السجود (قدیمی)

(۷) ابو عوانہ جلد۱ ص۱۸۳، ۱۸٤

(۸) دارمی جلد۱ ص۳۰۲

(۹) بیھقی جلد۲ ص۱۱۳

(۱۰) مسند امام احمد جلد۲ ص۱۰۹، ۱۱۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۹۱، ۲۰۲

(۱۱) مسند امام اعظم للحارثی جلد۲ ص ۸۵۸ حدیث نمبر ۱۵۳۸، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں روایوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں بازوؤں کو پھیلانے سے منع فرمایا ہےاور دیگر احادیث میں ہے کہ اعتدلوا فی السجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اعتدال کا حکم دیا ہے کہ سجدہ میں اعتدال کرو وہ اس طرح کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر زمین پر کانوں کے برابر رکھا جائے۔ پیٹ کو رانوں سے جدا رکھا جائے۔ دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھا جائے۔ دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھا جائے اور پھر اطمینان کے ساتھ تسبیحات پڑھی جائیں یہی مراد ہے اعتدال فی السجود سے اور کتے کی طرح ہاتھوں کو پھیلانے سے مذکورہ حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ کتا جب زمین پر اپنے سینے پر بیٹھتا ہے تو سامنے والی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر عجیب طریقہ سے بیٹھتا ہے۔ اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے غفلت اور سستی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق شرح مشکوۃ جلد ۱ ص ۳۰۷ مکتبہ العلم)

(۱۵)......محرم کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلاً یَسُوْقُ بَدْنَةً فَقَالَ ارْکَبْھَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالکریم سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک آدمی کو دیکھا جو اونٹ کو ہانکتا چلا جا رہا تھا اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔

(مسند حصکفی باب الرُّکُوْبِ عَلَی الْبُدْنِ لِلْمُحْرِمِ حدیث نمبر ۲۵۲)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ۔

(١) بخاری جلد١ ص٢٢٩، باب رکوب البدن (مکتبة المیزان)

(٢) مسلم جلد١ ص٤٢٥، ٤٢٦، باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن اخراج الیها (مکتبة الحسن)

(٣) جامع الترمذی جلد١ ص١٨١، باب ماجاء فی رکوب البدنة (قدیمی)

(٤) سنن ابن ماجة ص٢٢٤، باب رکوب البدن (قدیمی)

(٥) سنن ابی داؤد جلد١ ص٢٤٥، باب رکوب البدن (اقرأ قرآن کپمنی)

(٦) سنن نسائی جلد٢ ص٢١، ٢٢، باب رکوب البدنة (قدیمی)

(٧) مسند حارثی جلد٢ ص٧٠٣، حدیث نمبر ١١٧٠، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ سند کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عبدالکریم ہیں پورا نام عبدالکریم بن ابی مخارق ہے۔عبدالکریم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعید بن عاص اور طاؤس اور حسان بن بلال، حبان بن جزء، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عبید اللہ بن عبید بن عمیر المزنی، مجاہد بن جبیر، نافع مولیٰ ابن عمر، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابوزبیر وغیرہ سے روایت کیا ہے اور عبدالکریم ابن ابی مخارق سے عطاء، مجاہد حالانکہ یہ دونوں عبدالکریم کے شیوخ میں سے ہیں۔ محمد بن اسحاق، ابوسعد بقال، ابن جریج، ابوحنیفہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی یعلی، امام مالک،

ابن عیینہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ٦ ص ٣٧٦، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

عبدالکریم بن ابی مخارق متکلم فیہ راوی ہے:

اگرچہ بعض محدثین نے عبدالکریم بن ابی مخارق پر جرح کی ہے لیکن یہ جرح مبہم ہے۔

(تنسيق النظام ص ٦٧ مكتبه الميزان)

ہمارے نزدیک عبدالکریم ثقہ راوی ہے اگر یہ ثقہ نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ، عطاء، مجاہد اور امام مالک جیسے بڑے بڑے محدثین ان سے حدیثیں روایت نہ کرتے۔ اور امام مالک کا ان سے روایت کرنا ان کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ مسلم کے خطبہ میں ہے۔ امام مسلم نے فرمایا کہ امام مالک صرف ثقات سے ہی روایت کرتے ہیں۔

(مقدمہ مسلم ص ١٩ مکتبہ الحسن)

شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جس راوی کا ذکر میں نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ ثقہ ہے۔ بس جس راوی کا ذکر ہم نے امام مالک کی کتاب میں پایا تو ہم نے اس بات کا حکم لگایا ہے کہ وہ امام مالک کے نزدیک ثقہ ہے۔ (شرح مسلم للنوی ص ١٩ مکتبہ الحسن)

لہٰذا امام صاحب کی یہ حدیث قابلِ قبول قابلِ حجت ہے۔

عبدالکریم بن مخارق کی وفات سن ١٢٩ھ میں ہوئی۔

(تقريب جلد١ ص ٦١٢، قديمي، تنسيق النظام ص ٦٦ مكتبه الميزان)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صرف ثقہ راویوں سے ہی راویت کرتے ہیں۔

(تهذيب التهذيب جلد٩ ص ٤٤٢، مطبوعه مجلس دائرة المعارف النظاميه حيدر آباد دكن)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے مگر بعض کہتے ہیں اگر جانور نقصان نہ کرے تو سوار ہو جاؤ جب کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے تو سواری کر لو اور اگر ضرورت نہ پڑے تو سواری نہ کرو تو جن روایتوں میں مطلقاً سوار ہونے کا حکم آیا ہے تو وہ ضرورت پر محمول ہیں۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص ۵۶۷ مکتبہ العلم)

(۱۶)......شفعہ کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اَرَادَ سَعْدٌ بَیْعَ دَارِہٖ فَقَالَ لِجَارِہٖ خُذْھَا بِسَبْعِمِائَةٍ فَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ بِھَا ثَمَانَ مِائَةِ دِرْھَمٍ وَلٰکِنْ اَعْطَیْتُکَھَا لِاَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِہٖ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالکریم سے وہ مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر بیچنے کا ارادہ کیا' تو اپنے پڑوسی سے فرمایا کہ اسے سات سو درہم کے عوض خرید لو' اگرچہ مجھے اس کے آٹھ سو درہم مل رہے ہیں' لیکن میں تمہیں صرف اس لیے دے رہا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پڑوسی شفعہ کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الشفعة حدیث نمبر ۳۵۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

اگرچہ متن حدیث میں کچھ کمی زیادتی ہے لیکن مسئلہ ومفہوم بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب نے حدیث نقل کی ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۳۰۰، باب عرض الشفعة علی صاحبها. (مکتبة المیزان)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص ۴۹۶، باب فی الشفعة (مکتبة الحسن) -

(۳) مسند امام احمد جلد۲ ص ۳۰۳

(٤) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۱۸۰

(۵) سنن ابن ماجة ص ۱۷۹، باب الشفعة بالجوار (قدیمی)

(٦) سنن النسائی جلد۲ ص ۲۳٤، باب الشفعة واحکامها (قدیمی)

(۷) مسند حارثی جلد۲ ص ٦۹٦، حدیث نمبر ۱۱۵۲، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی عبدالکریم ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ پورا نام مسور بن مخرمہ بن نوفل بن اھیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے۔ ابو عبد الرحمٰن ان کی کنیت ہے۔ مسور بن مخرمہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد مخرمہ بن نوفل بھی صحابی ہیں۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن ٦۴ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص ۱۸۴ قدیمی)

شرح حدیث:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شفعہ کا ہمسایہ زیادہ حق دار ہے یعنی جب وہ ہمسایہ قریب اور متصل ہو تو اس کو شفعہ کا زیادہ حق پہنچتا ہے۔ اس حدیث سے واضح طور پر حنفیہ کا مسلک ثابت ہوتا ہے کہ پڑوسی کو بھی حق شفعہ حاصل ہے۔

(۱۷)......حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بُشِّرَتْ خَدِيْجَةُ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ لَا صَخَبَ فِيْهَا وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یحییٰ بن سعید سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی گئی جس میں کوئی شوراور کسی قسم کی تھکاوٹ نہ ہوگی۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خَدِيْجَةَ حديث نمبر ۳۷۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کوامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۵۳۹، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة وفضلها. (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲۸٤ باب من فضائل خدیجة رضی اللہ عنها (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۲۲۷، باب فضل خدیجة (قدیمی)

(٤) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۰۵، جلد۹، ص۲۷۹

(۵) مسند حارثی جلد۱ ص۲۵۰، حدیث نمبر ۲٦۳، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی ثقہ ہیں، حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان

دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ سند میں دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد یحیٰ بن سعید ہیں پورا نام یحیٰ بن سعید بن قیس بن عمرو انصاری ہے ابو سعید کنیت ہے قاضی مدینہ ہیں۔ یحیٰ بن سعید نے انس بن مالک، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ امام ابن سعد نے فرمایا کہ یحیٰ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔ نسائی، ابوحاتم، احمد بن حنبل، یحیٰ بن معین، ابوزرعہ وغیرہ نے یحیٰ کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن، تہذیب الکمال جلد ۳۱ ص ۳۵۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

یحیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۲۳، باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس میں یحیٰ بن سعید کی روایت موجود ہے۔ اور یحیٰ بن سعید سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے بارے میں حضرت انس کے طرق سے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۹۰ مکتبة المیزان)

یحیٰ بن سعید کی وفات سن ۱۴۴ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۲ ص ۳۰۳ قدیمی)

شرح حدیث:

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اپنا سلام بھیجا اور جنت میں موتیوں کے محل کی خوشخبری دی۔ مختلف روایات میں حضرت مریم، حضرت آسیہ، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن کو تمام عورتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے احسانات ان کی خدمات کا ذکر ان کی وفات کے بعد بھی اکثر کیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے تذکرے کی وجہ سے مجھے ان پر بہت رشک آتا تھا اور اسی احسان شناسی کے جذبہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کا گوشت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعلق رکھنے والی سہیلیوں کے پاس بھیجتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے

جب فطری جذبہ کی وجہ سے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بکثرت کرتے ہیں جیسے اس دنیا میں ان کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدیجہ ایسی تھی ویسی تھی یعنی ان کے فضائل وخصوصیات بیان فرمائیں اور یہ فرمایا کہ ان سے میری اولاد بھی ہوئی۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۵ ص ۷۹۸، کتاب المناقب مکتبہ العلم)

(۱۸)......امت مسلمہ کے فضائل

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یَّسْجُدُوْا سَجَدَتْ اُمَّتِیْ مَرَّتَیْنِ قَبْلَ الْاُمَمِ طَوِیْلاً قَالَ فَیُقَالُ اِرْفَعُوْا رُؤُوْسَکُمْ فَقَدْ جَعَلْتُ عَدُوَّکُمُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی فِدَائُکُمْ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی بردہ سے وہ اپنے والد (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو سب لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا لیکن کفار سجدہ نہیں کرسکیں گے اور میری امت دوسری امتوں سے پہلے دومرتبہ طویل سجدہ کر چکی ہوگی، ان سے کہا جائے گا اپنے سر اٹھاؤ' میں نے تمہارے دشمن یہود ونصاریٰ کو جہنم کی آگ سے تمہارا فدیہ مقرر کردیا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب فضل امته صلی الله علیه وسلم حدیث نمبر ۳۳۸)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۲ ص ۳۹۰ باب فی سعة رحمة الله تعالٰی علی المومنین (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص ۳۱۷ باب صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم (قديمى)

(۳) مسند امام احمد جلد٤ ص ٤١٠، ٤٠٨

(٤) تفسير ابن كثير جلد٥ ص ٤٥٩

(٥) مسند حارثی جلد١ ص ٣٤٤، حديث نمبر ٤٥٠، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں تینوں راوی ثقہ ہیں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ امام ابوحنیفہ کے استاد ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امت مسلمہ کے فضائل کے متعلق ان سے براہِ راست حدیث روایت کیا ہیں۔(تنسيق النظام ص ٦٢ متكبة الميزان)

بعض نے کہا کہ ابو بردہ کا اصل نام عامر ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ابو بردہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ابو بردہ نے اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری، علی، حذیفہ، عبداللہ بن سلام، عائشہ، ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن اسعد نے فرمایا کہ وہ ثقہ کثیر الحدیث تھے۔امام عجلی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔امام عجلی نے فرمایا کہ قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی ابو بردہ تھے۔(تہذیب التہذیب جلد۱۲ص ۱۸ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وفات ان کی سن ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۲ص ۳۶۰ قدیمی، تہذیب التہذیب جلد۱۲ص ۱۸ حیدرآباد دکن)

ابو بردہ ائمہ صحاحِ ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔مسلم جلد۲ص ۳۹۰ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حدیث نقل کی ہے۔اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا اصل نام عبداللہ بن قیس ہے لیکن اپنی کنیت ابوموسیٰ کے ساتھ مشہور ہیں۔اشعر علاقہ حجاز کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔بعض حضرات کہتے ہیں مدینہ سے ملک شام جاتے ہوئے راستہ میں یہ پہاڑ پڑتا ہے اسی کے قریب قبیلہ اشعر کا مسکن تھا۔حضرت عامر شعبی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو علم کا منتہی ہیں ان میں حضرت ابوموسیٰ بھی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تھا۔دورِ صدیقی میں بھی یمن ہی میں رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا حاکم بنایا پھر چار سال تک بصرہ کے گورنر رہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی حاکم ایک سال سے زیادہ کسی جگہ نہیں رہا البتہ ابوموسیٰ چار سال بصرہ کے گورنر رہے۔اہل بصرہ ان سے بہت خوش تھے۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی حاکم بھی اہل بصرہ کے لیے ان سے بہتر نہیں آیا۔آپ کی وفات سن ذی الحجہ ۵۲ھ میں مکہ میں ہوئی۔

(ماخوذ از مظاہر حق جلد ۵ ص ۸۲۱ مکتبہ العلم)

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا تو کافر لوگ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ نہیں کر سکیں گے اور امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہو گی کہ تمام نبیوں کی امتوں سے پہلے دو سجدے کرے گی اور بہت طویل سجدے کرے گی اور سجدے میں خوب اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جائے گی۔تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ تم اپنا سر اٹھالو کیونکہ یہود ونصاریٰ کو تمہارا فدیہ مقرر کر دیا گیا یعنی یہود ونصاریٰ کو جہنم میں ڈال دیا گیا اور دو گنا عذاب دیا جائے گا اور تمہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا گیا ہے۔امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شان صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملی ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس شرف سے نوازا اور اس فخر سے ممتاز فرمایا کہ ان کے

دشمن اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کو دوزخ کی آگ کے لیے ان کا بدل وعوض ٹھہرایا اور اس کو ان کا فدیہ قرار دیا۔

(ماخوذ از شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۳۳۶، اضافہ وترمیم مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۱۹)...... یہ امت کس طرح فنا ہوگی؟

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِىْ اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ عَذَابُهَا بِاَيْدِيْهَا فِى الدُّنْيَا ـ وَزَادَ فِىْ رِوَايَةٍ بِالْقَتْلِ ـ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی بردہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت، امتِ مرحومہ ہے اس کا عذابِ الٰہی اسی کے ہاتھوں دنیا میں ہو جائے گا، اور ایک رویت میں قتل کا لفظ زائد ہے۔

(مسند حصکفی کتاب فضل امة، باب كَيْفَ يَكُوْنُ فَنَاءَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ حديث نمبر ۳۹۱)

حصکفی والے نسخے میں یہ روایت مرسل ہے لیکن اصل نسخہ حارثی والا میں ابو بردہ اپنے والد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو یہ روایت بھی متصل ہے۔

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد، جلد۲ ص۵۸۸، باب ما یرجی فی القتل

(مکتبة الحسن)

(۲) مستدرك حاكم جلد٤ ص ٤٤٤

(۳) مسند امام احمد جلد٤ ص٤١٠، ٤١٨

(٤) سنن ابن ماجة ص٣١٧، باب صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم (قديمى)

(٥) مسند حارثی جلد١ ص٣٤٢، حديث نمبر ٤٤٩، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث مرسل روایت کی ہے۔اس لیے صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت' امت مرحومہ ہے اس پر آخرت کا عذاب نہیں۔ البتہ اس کا عذاب دنیا میں فتنے ہیں زلزلے ہیں کشت وخون ہے یعنی آپس کی لڑائی ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں ہیں۔ آخرت میں اللہ عذاب سے محفوظ رکھیں گے لیکن گناہوں کی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کی مصیبتیں پریشانیاں، فتنہ و فساد کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم اضافہ وترمیم از مولانا سعد ص ۳۳۷، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۰)......وراثت کے حصے ذوی الفروض کو دینے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طاؤس سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وراثت کے حصے ذوی الفروض میں تقسیم کر دیا کرو اور جو باقی بچے وہ قریبی مذکر شخص کو دے دیا کرو۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا، باب اِلْحَاقِ الْفَرَائِضِ بِاَھْلِھَا، حدیث نمبر ۵۱۷)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۸۰، حدیث نمبر ۱۲۱، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثینؒ نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۲ ص۲۴ فصل الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر (مکتبۃ الحسن)

(۲) سنن ابن ماجۃ ص۱۹۷، باب میراث العصبہ (قدیمی)

(۳) بخاری جلد۲ ص۹۹۷، باب میراث الولد من ابیہ وامہ مکتبۃ المیزان

(٤) جامع الترمذی جلد۲ ص۳۰، باب ماجاء فی میراث العصبۃ (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد٦ ص۲۳۸، ۲۳۹

(٦) مسند امام احمد جلد۱، ص۲۹۲، ۳۱۳

(۷) سنن ابی داؤد، جلد۲ ص٤۰۱، باب فی میراث العصبہ (مکتبۃ الحسن)

(۸) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۲ ص٤۲۵، ٤۲٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت طاؤس ہیں یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے براہِ راست طاؤس سے روایت کیا ہے اور طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص۵۹ المیزان)

طاؤس کا پورا نام طاؤس بن کیسان یمانی حمیری ہے۔ ابوعبدالرحمٰن ان کی کنیت ہے۔

طاؤس نے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابوہریرہ، عائشہ، زید بن ثابت، زید بن ارقم، سراقہ بن مالک، صفوان بن امیہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۵ ص۸، ۹، مطبوعہ دائرۃ المجلس حیدر آباد دکن)

اسحاق بن منصور نے ابن معین کے حوالہ سے طاؤس کو ثقہ کہا ہے۔ اور ابوزرعہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد۵ ص۹، حیدر آباد دکن)

ابن حجر نے تقریب میں بھی طاؤس کو ثقہ اور فقیہ کہا ہے۔

(تقریب جلد۱ ص۴۴۸ قدیمی)

وفات ان کی سن ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۴۴۸ قدیمی)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اصحاب الفروض یا ذوی الفروض وہ قرابت والے ہیں جن کے حصے مقرر ہیں اور جن کا ذکر کتاب اللہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں آچکا ہے۔ یہ کل چھ حصے ہیں۔ نصف ربع، ثمن، ثلث، ثلثان، سدس۔ تو یہ حصے ان کے حق داروں کو دینے کے بعد کہ جن کا حصہ قرآن نے مقرر کیا ہے جو مال بچ جائے تو مذکورہ حدیث میں فرمایا کہ وہ مال میت کے سب سے زیادہ قرابت دار مرد کو دے دیا جائے۔ مزید تفصیل کتب فرائض میں موجود ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص۴۰۹ اضافہ ترمیم)

(۲۱)......سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَوْ غَيْرِهٖ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْحِیَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ۔

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ طاوس سے وہ کسی دوسرے صحابی سے یا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام پر یہ وحی بھیجی گئی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوۃ، باب مَا جَاءَ فِی السُّجُوْدِ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْضَاءٍ حدیث نمبر ۱۰۸)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۱۸۰، حدیث نمبر ۱۲۰، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۱۲، باب السجود علی سبعۃ اعظم (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۱۹۳، باب اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب (مکتبۃ الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۶۲، باب ماجاء فی السجود علی سبعۃ اعضاء. (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۱ ص۱٦٦، باب السجود علی الیدین، ص۱٦۷، باب النهی عن کف الثیاب فی السجود (قدیمی)

(۵) سنن الکبری للبیهقی جلد۲ ص۱۰۳ باب ماجا فی السجود علی الانف کتاب الصلوۃ

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۲۹، باب اعضاء السجود (مکتبۃ اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۹۲، ۲۰۵

(۸) مسند سراج جلد۲ ص۳۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے راوی طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں سجدہ کروں سات ہڈیوں پر پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور ہر دو قدم کے اطراف پر۔ اسی حدیث کے لفظ اُمِـرْتُ (مجھے حکم دیا گیا ہے) کے پیش نظر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ میں ان تمام اعضاء کا زمین پر رکھنا فرض قرار دیا ہے۔

ہدایہ جلد ۱ ص ۱۰۸ کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ ہمارے (احناف کے) نزدیک ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا سنت ہے یعنی فرض واجب نہیں۔ فرض اس لیے نہیں کہ نص قطعی میں مطلق سجدہ کا حکم ہے خبر واحد سے اس پر زیادتی جائز نہیں۔ واجب اس لیے کہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو جب واجبات کی تلقین فرمائی تو ان میں ان اعضاء کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس لیے لامحالہ امرت کا لفظ استحباب پر دلالت کرے گا نہ کہ فرضیت پر اور نہ ہی وجوب پر۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۴۴، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۲)...... جب آدمی مجلس میں آئے تو کہاں بیٹھے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا آتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَعَدْنَا حَیْثُ اِنْتَهَی الْمَجْلِسَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سماک سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر

بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم جب نبی علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہی بیٹھ جاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب الرَّجُلُ اَیْنَ یَقْعُدُ اِذَا اَتی الْمَجْلِسَ حدیث نمبر ٤٦٦)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۲۵، حدیث نمبر ٤١٢، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند احمد جلد۵ ص۹۱، ۹۸، ۱۰۷

(۲) تاریخ اصفهان جلد۲ ص۲۹۹

(۳) الکامل لابن عدی جلد٤، ص۱۳۲۳، ۱۲۳۷

(٤) سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التعلق، حدیث نمبر ٤٨٢٥

(٥) ترمذی حدیث نمبر ۲۷۲۵

(٦) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ٦٤٣٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی سماک بن حرب بن اوس بن خالس بچوں میں سے ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں ابوالمغیرہ ان کی کنیت ہے۔ وفات ان کی سن ۱۲۳ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۱ ص۳۹۴ قدیمی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماک رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے اور

ثقہ ہیں۔ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تنسیق النظام ص ۵۷ مکتبة المیزان)

سماک رحمۃ اللہ علیہ انس بن مالک، ثعلبہ بن حکم لیثی **(له صحبته)** جابر بن سمرہ، عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود، نعمان بن بشیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تهذیب الکمال جلد۱۲ ص ۱۱۵ مؤسسة الرسالة بیروت)

سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ مسلم کے راوی ہیں۔ مسلم جلد ۱ ص ۲۳۵ میں امام مسلم نے سماک بن حرب کی روایت نقل کی ہے۔اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔پورا نام جابر بن سمرہ بن جنادہ رضی اللہ عنہما ہے۔خود بھی صحابی ہیں اوران کے والد سمرہ بھی صحابی ہیں سکونت کوفہ میں اختیار کی، وفات ان کی سن ۷۰ ہجری میں ہوئی۔**(تقریب جلد۱ ص ۱۵۲ قدیمی)**

شرح حدیث:

اس حدیث میں ہے کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جہاں جگہ پاتا بیٹھ جاتا لوگوں کے اوپر سے نہیں گزرتا اوراہل وجاہ کی طرح بڑائی کو اختیار نہ کرتا کیونکہ وہ متکبرین کی علامت ہے۔(مظاہر جلد ۴ ص ۴۲۱ مطبوعہ مکتبہ العلم)

شمائل ترمذی میں یوں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف فرما ہوتے اوراسی عمل کا حکم دیتے۔طبرانی و بیہقی حضرت شیبہ بن عثمان سے مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں شرکت کرے اوراس کو کوئی جگہ خالی ملے تو وہاں بیٹھ جائے ورنہ پھر جہاں بھی جگہ پائے وہاں بیٹھ جائے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۳۴۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۳)......نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہنے کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ لَمْ يَبْرَحْ عَنْ مَكَانِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَبْيَضَّ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سماک سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو سورج نکلنے اور اس کی روشنی کے پھیل جانے تک اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے۔

(مسند حصكفى كتاب الصلوة، باب مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ وَجَلَسَ فِيْ مَكَانِهٖ حديث نمبر ١٧٧)

(مسند حارثى جلد١ ص ٣٢٨، حديث نمبر ٤١٦، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) مسلم جلد١ ص٢٣٥ باب فضل الجلوس فى مصلاة بعد الصبح (مكتبة الحسن)

(٢) جامع الترمذى جلد١ ص١٣٠، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس فى المسجد (قديمى)

(٣) سنن النسائى جلد ١ ص١٩٩، باب قعود الامام فى مصلاه بعد التسليم (قديمى)

(٤) شرح السنه جلد٣ ص ٢٢١، باب مايستحب من الجلوس فى المسجد بعد صلاة الصبح

(٥) مصنف عبدالرزاق باب الرجل يصلى الصبح ثم يقعد فى مجلسه حديث نمبر ٢٠٢٦

(٦) ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ الضحی حدیث نمبر ۱۲۹۴

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد مصلیٰ سے نہیں اٹھتے تھے سورج نکلنے تک۔اس دوران اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر واذکار کیا کرتے تھے اور سورج نکلنے کے بعد اشراق کی نماز پڑھتے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مصلیٰ پر سے نہیں اٹھتے تھے یہاں تک کہ سورج نکل آتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ اشراق کے لیے کھڑے ہو جاتے۔نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہنے اور سورج نکلنے تک ذکر واذکار اور اس کے بعد اشراق کی نماز پڑھنے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر طلوع آفتاب تک بیٹھا رہے یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے نمازِ اشراق کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس دوران اس نے صرف خیر و بھلائی کا کلام پڑھا (یعنی نمازِ فجر کے بعد سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ذکر واذکار کرتا رہا) تو اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۱۸۹، اضافہ وترمیم مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۴)......تشہد کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ کَمَا یُعَلِّمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی اسحاق سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآنِ کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوۃ، باب التَّشَہُّدِ حدیث نمبر ۱۱۷)

(مسند حارثی جلد۱ ص۲۷۹، حدیث نمبر ۳۰۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۱ ص۱۷٤، باب التشهد فی الصلوة (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص٦٤ باب ماجاء فی التشهد (قدیمی)

(۳) مسند احمد جلد۱ ص۳۱۵

(٤) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۱ ص۳۷۷

(٥) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص٦١، ٦٥، ٦٦

(٦) الکامل جلد۱ ص٤۲۳، جلد ۱ ص۱۹٦

(۷) مصنف ابن ابی شیبة جلد۱ ص۲۹٤

(۸) جامع الترمذی جلد۱ ص٦٥، باب ماجاء فی التشهد (قدیمی)

(۹) کتاب الآثار لابی یوسف ص۱۱۵، حدیث نمبر ۱۰۸

(۱۰) کتاب الآثار لامام محمد ص۱۰٦، حدیث نمبر ۷۷

(۱۱) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۲۲۱

(۱۲) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۱ ص۲۲۳

(۱۳) سنن النسائی جلد۱ ص۱۷۵، باب نوع آخر من التشهد (قدیمی)

(۱٤) سنن المجتبیٰ جلد۳ ص٤۳، نوع آخر من التشهد

(۱۵) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۳۹ باب التشهد (مطبوعہ اقرأ قرآن کمپنی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی ابو اسحاق ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا اصل نام عمرو بن عبداللہ بن عبید ہمدانی ہے کنیت ان کی ابو اسحاق سبیعی ہے۔ ثقہ اور عابد ہیں وفات ان کی ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۷۳۹ قدیمی)

علامہ ابن حبان نے ابو اسحاق سبیعی کو ثقات میں لکھا ہے اور تابعین میں شمار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے اور ابو اسحاق نے حضرت علی، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابن عباس اور براء بن عازب، زید بن ارقم، ابوجحیفہ، ابن ابی اوفی وغیرہ کی زیارت کی ہے۔

(تنسیق النظام ص ۷٦ مکتبہ المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث سے تشہد کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام کے ساتھ قرآن کریم کی آیت اور سورت سکھایا کرتے تھے اتنے ہی اہتمام سے نماز میں تشہد کے کلمات بھی سکھایا کرتے تھے۔ اس حدیث سے تشہد کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ واجب نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا اہتمام نہ کرتے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم)

(۲۵)......گھریلو گدھوں کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَراءِ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَةِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی اسحاق سے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطمعة باب النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَةِ حديث نمبر ۳۹۶)

(مسند حارثی جلد۱ ص۲۷۹، حديث نمبر ۳۱۲، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۲ ص۱٤۹، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (مكتبة الحسن)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۲۹ باب لحوم الحمر الانسية (مكتبة الميزان)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۲ باب ماجاء فی لحوم الحمر الاهلية (قديمی)

(٤) سنن ابن ماجة ص۲۳۰، باب لحوم الاهلية (قديمی)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۱۹۸، ۱۹۹، باب تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٥٣٤، باب فی اکل لحوم الحمر الاهلية (مكتبة الحسن)

(٧) مسند احمد جلد٣ ص٣٦١

(٨) مصنف عبدالرزاق جلد٥ ص٢٤٠

(٩) تاریخ بغداد جلد٧ ص٣٤٣

(١٠) الكامل لعدى جلد٢ ص٧٩٨

(١١) التمهید لابن عبدالبر جلد١٠ ص٦٩، ١٢٣، ١٢٦، ١٢٨

(١٢) مؤطا امام مالك ص٥٠٧ باب نكاح المتعة (مكتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی ابواسحاق اور تیسرے راوی صحابی رسول براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

عرب میں گدھوں کی دو قسمیں مشہور تھیں۔ایک کو پالتو گدھا کہا جاتا تھا اور دوسرے کو جنگلی گدھا، شروع میں دونوں قسم کے گدھے کا گوشت حلال تھا لیکن غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت حرام قرار دے دیا گیا۔اس موقع پر متعہ کو بھی حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ بھی تقریباً چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے علاوہ ١٣ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کل چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام درج ذیل ہیں:

(١) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (٢) حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ (٣) حضرت انس رضی اللہ عنہ (۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ (۵) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ (٦) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (٧) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (٨) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (٩) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ (١٠) حضرت علی رضی اللہ عنہ (١١) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (١٢) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (١٣) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

(۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم)

(۲۶)...... مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، قِيلَ فَمَنْ مَاتَ صَغِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن بن ہرمزالاعرج سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہر بچہ فطرت صحیحہ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں' کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جو بچے حالت صغرسنی میں ہی فوت ہو جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے بڑے ہو کر جو کام سرانجام دینے تھے' اللہ کو ان کا زیادہ علم ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ حدیث نمبر ٦)

(مسند حارثی جلد۱ ص۲۵۵، حدیث نمبر ۲۷۰، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۸۵، باب ما قیل فی اولاد المشرکین (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسند احمد جلد۲ ص۳۹

(۳) مسلم جلد۲ ص۳۳۶، ۳۳۷، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة (مکتبة الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد۲ ص۳۵، باب ماجاء کل مولود یولد علی الفطرة (قدیمی)

(۵) والبیهقی جلد۹ ص۱۳۰

(٦) مسند حمیدی حدیث نمبر ۱۱۱۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی عبدالرحمٰن ہیں پورا نام عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج ہے کنیت ان کی ابوداؤد مدنی ہے۔ ربیعہ بن حارث کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ ہیں۔ وفات ان کی سن ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۵۹۴ (قدیمی)

عبدالرحمٰن بن ہرمز صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ امام احمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ہرمز مدنی تابعی ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ ابن خراش نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔

(تهذیب الکمال جلد۱۷ ص٤۷۰ مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت)

اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے۔

(تنسیق النظام ص٦ مکتبة المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جمہور کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبدالرحمٰن ہے اور ان کے والد کا نام صخر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۸۷ سال عمر پائی ہے۔ آپ کی وفات سن ۵۷ یا ۵۸ یا ۵۹ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ ص۴۸۳ھ قدیمی)

شرح مسلم میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے صحابی ہیں۔ حافظ بقی بن مخلد اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مسند ابی ہریرہ

میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی (۵۳۷۴) حدیثیں ذکر کی ہیں۔اتنی زیادہ حدیثیں کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہے۔(تنسیق النظام ص ۳۹ مکتبہ المیز ان)

شرح حدیث:

اس حدیث میں فطرت سے مراد طبع سلیم اور صلاحیت پسند طبیعت ہے۔ جو ہر بچہ ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوتا ہے۔اس میں اچھائی اور برائی دونوں کی قابلیت ہوتی ہے۔ اگر یہ بچہ کفر وشرک کے اثرات سے پاک رہے تو اس میں ایمان کی قبولیت کی پوری صلاحیت رہتی ہے اور وہ بچہ بلوغت کی حد پر پہنچ کر ایمان کی صراطِ مستقیم پر خود بخود چل پڑتا ہے۔ بد قسمتی سے اگر اس بچے کو ماں باپ یہودی اور عیسائی مل گئے تو وہ اپنے اثرات سے اس بچے کی سادہ طبیعت کا رخ پلٹ دیتے ہیں اور اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔اسی نظریہ کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔حدیث کا دوسرا حصہ ایک شدید اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کفار کے کم سن بچے جو بالغ ہونے سے پہلے بچپن میں ہی فوت ہو گئے ہوں تو وہ شریعت میں مومن شمار ہوتے ہیں یا کافر جنتی ہیں یا دوزخی۔بعض کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ مشیت پر موقوف ہے۔بیہقی نے اس قول کی نسبت امام شافعی کی طرف کی ہے کہ کافر کی اولاد کے بارے ان کی یہی رائے ہے۔امام مالک سے کوئی صریح بات منقول نہیں ہے۔البتہ امام مالک کے اصحاب نے تصریح کی ہے کہ مسلمان کے بچے جنت میں ہیں اور مشرکین کے بچے دوزخ میں ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ توقف کے قائل ہیں کیونکہ قطعی فیصلہ قرآن و حدیث میں کسی طرف نہیں دیا جا سکتا چنانچہ مذکورہ حدیث بھی امام صاحب کے موقف کی تائید کرتی ہے۔کیونکہ مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرتے۔نیکیاں کرتے کہ جنتی بنتے یا برائیاں کرتے اور دوزخی بنتے۔مذکورہ حدیث کے مطابق جب تمام تر معاملہ اللہ کے علم پر موقوف ہے تو پھر کسی ایک جانب قطعی فیصلہ کی گنجائش نہیں رہی۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۲، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۷)......زمانے کی سختی کا نتیجہ کیا ہوگا؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَـالَ رَسُولُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَأْتِی عَلَى النَّـاسِ زَمَانٌ یَخْتَلِفُونَ إِلَى الْقُبُورِ، فَیَضَعُونَ بُطُونَهُمْ عَلَیْهِ، وَیَقُولُونَ وَدِدْنَا لَوْ كُنَّا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ، قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَیْفَ یَكُونُ؟ قَالَ لِشِدَّةِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الْبَلَایَا وَالْفِتَنِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ وہ قبروں پر آکر اپنے جسم ان پر رکھیں گے اور کہیں گے کہ کاش! ہم اس قبر والے کی جگہ ہوتے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا شدت زمانہ اور کثرتِ مصائب وفتن کی وجہ سے۔

(مسند حصکفی کتاب الفتن، باب مَا یَكُوْنُ لِشِدَّةِ الزَّمَنِ حدیث نمبر ٤٩٩)

(مسند حارثی جلد۱ ص۲۵٦، حدیث نمبر ۲۷۱، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۱۰۵٤، باب لا تقوم الساعة حتی یغبط اهل القبور (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد ۲ ص۳۹٤، باب فی تمنی الرجل حین تکثر الفتن (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص ۲۹۲، باب شدة الزمان (قديمی)

(٤) مسند احمد جلد۲ ص ۲۳٦

(٥) مؤطا امام جلد ۱ ص ۲۳۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عبدالرحمٰن بن ہرمز ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو مرفوع روایت وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر گزرے گا اور قبر پر لوٹے گا اور کہے گا کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا۔ اور دین پورا آزمائش سے بھرا ہوگا۔ خدا کی پناہ یہ ایسی آزمائش کا دور ہوگا کہ انسان خود اپنے منہ سے اپنی موت کی طلب کرے گا مردوں پر رشک کرے گا اور یوں اپنی موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دے گا۔ یاد رکھیے! دنیا کی محبت والفت انسان کی طبیعت میں پیوست ہے اور کسی وقت بھی اور کسی قیمت پر بھی انسان دنیا کو ہاتھ سے چھوڑنا گوارا نہیں کرتا مگر یہ اس وقت تک ہے جب تک دنیا کی زندگی آسائشوں اور راحتوں اور مسرتوں سے بھری ہوئی ہو اور پوری زمین اس کے لیے راحت کا گہوارہ ہو اور اگر یہی دنیا بجائے راحت وسکون کے مصیبت اور تکلیف و پریشانی کا گھر ہو تو انسان کو موت زندگی سے اچھی لگتی ہے اور بجائے زندگی کے موت میں راحت نظر آتی ہے یہ حدیث قیامت کی علامت کے متعلق ہے اور یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے اور آج ہر شخص اپنی آنکھ سے اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ آج دنیا میں اتنی پریشانیاں تکلیفیں فتنہ وفساد ہیں کہ ہر انسان زمانے کی ان سختیوں سے پریشان ہو کر

زندگی کی بجائے موت کو ترجیح دے رہا ہے اور دنیا سے رخصت ہو جانے والوں کو اچھا سمجھتا ہے کہ دنیا کی ان جھنجھٹوں سے نجات پا کر وہی اچھے رہ گئے ہم ابھی تک ان ہی الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اب تو نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ لوگ زندگی کی بجائے موت کی تمنا کرنے لگے ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۳۹۷، ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۲۸)......متعہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حارثی باب مَا جَاءَ فِیْ حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ حدیث نمبر ۲۷۰)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۲۱، حدیث نمبر ۱۹۱، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اگرچہ کچھ کتابوں میں الفاظ کی کمی و زیادتی ہے لیکن حدیث کا مفہوم و معنی نفس مسئلہ بالکل وہی ہے جو مذکورہ حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۴۵۲، باب نکاح المتعة وبیانه (مکتبة الحسن)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۳۰ باب لحوم الاحمر الانسیة (مکتبة المیزان)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱٤۱ باب النهی عن نکاح المتعة (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱۳ باب ما جاء فی نکاح المتعة

(قدیمی)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۸۹ باب تحریم المتعة (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۸۳ باب فی نکاح المتعة

(اقرا قرآن کمپنی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۵۰۷ باب نکاح المتعة (مکتبة الحسن)

(۸) کتاب الآثار لابی یوسف ص۱۵۲ حدیث نمبر ٤۹۹

(۹) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص۸۲۱ حدیث نمبر ۱۰۸٤

(۱۰) مسلم جلد ۲ ص۱٤۹ باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیة

(مکتبة الحسن)

(۱۱) مسند ابی حنیفة لابی نعیم الاصبهانی ص۲۱٦

(۱۲) بخاری جلد۲ ص٦۰٦ باب غزوة خیبر (مکتبة المیزان)

(۱۳) کتاب الآثار لامام محمد حدیث نمبر ۲۳۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ بخاری جلد۲ ص۸۳۰ میں امام بخاری نے امام زہری کی سند سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان کا اصل نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری ہے۔ کنیت ان کی ابوبکر ہے۔ حافظ وفقیہہ ہیں۔ (تقریب جلد۲ ص۱۳۳ (قدیمی)

علامہ ابن حبان نے ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ امام ابن شہاب زہری مشہور جلیل قدر تابعی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: امام زہری محدثین فقہاء اور بڑے بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ (تنسیق النظام ص ۸۲، ۸۳ مکتبۃ المیزان)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

متعہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص معین مدت تک باہمی رضامندی سے کسی قدر معاوضہ پر کسی عورت سے نکاح کرنا محض شہوت رانی کے لیے، اسی کو متعہ کہتے ہیں۔ خیبر سے پہلے مباح تھا۔ پھر جنگِ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ قیامت تک کے لیے حرام ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم، مزید تفصیل مسلم جلد ا ص ۴۵۰ میں موجود وہاں دیکھ لیا جائے)

(۲۹)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنے والا جہنم میں جائے گا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زُہری سے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ (جامع المسانید ج۱ حدیث نمبر ۱۰۸)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۲۲، حدیث نمبر ۱۹۲، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مکتبۃ المیزان)

(۲) بخاری جلد۱ ص۱۷۲، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت (مکتبۃ المیزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص۷، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قدیمی)

(٤) سنن ابن ماجہ ص۵، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قدیمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۲ ص۹٤، باب ماجاء فی تعظیم التکذیب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قدیمی)

(٦) سنن ابو داؤد جلد۲ ص۵۱٤، باب التشدید فی الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکتبۃ الحسن)

(۷) مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم الاصبہانی ص۱۲۵، ۱۹۵

(۸) مسند امام احمد بن حنبل جلد۳ ص۳۹ حدیث نمبر ۱۱۳٦۳

(۹) مصنف ابن ابی شیبۃ جلد۵ ص۲۹۵ باب فی تعمد الکذب

(۱۰) مصنف عبدالرزاق جلد۱۱ ص۲٦۱، باب الکذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۲۰٤۹٤

(۱۱) مسند ابی یعلی جلد۲ ص۷، حدیث نمبر ۹۳۱

(۱۲) دارمی جلد۱ ص۸۸، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۲۳٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر شدید وعید اور تنبیہ اور توبیخ فرمائی ہے کہ آپ کی طرف کسی جھوٹی بات کی نسبت کرے اور بہتان لگائے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ جہنم کی آگ میں جلنے کے لیے تیار ہو جائے۔اس لیے کہ ایسا بد بخت شخص جو صادق اور مصدوق ذات پر الزام اور افتراء اور اتہام کا ارتکاب کرتا ہے۔تو وہ اسی سزا کا مستحق ہے کہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے اس مسئلہ میں تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسے قول اور عمل کی نسبت کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، حرام اور گناہ ہے اور ایسا شخص سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

(ماخوذ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد اص ۲۸۸ مکتبۃ العلم)

(۳۰)......فجر کی نماز میں قرأت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي إِحْدَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيْدٌ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مسعر (دونوں) زیاد سے وہ حضرت قطبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔حضرت قطبہ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی دو میں سے ایک رکعت میں یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيْدٌ.

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا القراۃ فی الفجر، حدیث نمبر ۱۰۳)
(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۳۹، حدیث نمبر ٤٤٢، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۹۷، باب ماجاء فی القرأة فی الصبح (قدیمی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۵۹، باب القرأة فی صلوٰة الفجر (قدیمی)

(۳) سنن النسائی جلد۱ ص۱۵۱، باب القرأة فی الصبح بقاف (قدیمی)

(٤) مسلم جلد۱ ص۱۸٦، باب القرأة فی الصبح (مکتبة الحسن)

(۵) مصنف ابن ابی شیبة جلد۱ ص۳۵۳، باب ما یقرأ فی صلوٰة الفجر

(٦) مصنف عبدالرزاق، باب القرأة فی صلاة الصبح، حدیث نمبر ۲۷۱۹

(۷) دارمی جلد۱ ص۲۹۷

(۸) صحیح ابو عوانه جلد۲ ص۱۵۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے امام صاحب کے استاذ زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہیں، پورا نام زیاد بن علاقہ ثعلبی ہے۔ ابو مالک کوفی ان کی کنیت ہے تیسرے طبقے کے ثقہ راوی ہیں وفات ان کی ۱۰۰ سال کی عمر میں ۱۳۵ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ ص۳۲۲ (قدیمی)

امام ابن معین اور امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور امام ابوحاتم نے ان کے بارے میں صدوق الحدیث کہا ہے۔ علامہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے فرمایا کہ زیاد بن علاقہ ثقہ ہے۔ یعقوب بن سفیان کوفی نے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے فرمایا کہ زیاد بن علاقہ بن مالک ثعلبی کوفی یہ اسامہ بن شریک، جریر بن عبداللہ، مغیرہ بن شعبہ اور اپنے چچا قطبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے امام ثوری، شعبہ اور بہت سے لوگوں

نے روایت کیا ہے۔

(تنسیق النظام ص٥٤ مکتبة المیزان، تهذیب التهذیب جلد٣ ص٣٨٠، ٣٨١، مطبوعه حیدر آباد دکن)

اس سند کے تیسرے راوی قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قطبہ بن مالک ثعلبی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔

(تقریب جلد٢ ص٤٠ (قدیمی)

المغنی میں ہے کہ قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ یہ زیاد بن علاقہ بن مالک کے چچا ہیں ان سے صرف ان کے بھتیجے نے ہی روایت کیا ہے۔(تنسیق النظام ص٣٣، مکتبة المیزان)

شرح حدیث:

حدیث میں جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے یہ چھبیسویں پارہ سورۃ ق کی آیت مبارکہ ہے۔اس کا یہ معنی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہی سورۃ یا صرف یہی آیت فجر کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کی تلاوت بھی فرمایا کرتے تھے جس سورت کی یہ آیت ہے کیونکہ دوسری احادیث سے فجر کی نماز میں اس سورت یا آیت کے علاوہ بھی تلاوت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔اسی قسم کی احادیث کے پیش نظر حنفیہ نے اس موضوع کی تمام روایات کو جمع کر کے مفصلات کے درمیان تین درجے بنائے ہیں۔

(١) طوال مفصل: نمازِ فجر اور عشاء کی نماز میں سورت حجرات سے سورت بروج تک

(٢) اوساط مفصل: ظہر اور عصر کی نماز میں سورت بروج سے سورت زلزال تک

(٣) قصار مفصل: مغرب کی نماز میں سورۃ زلزال سے سورۃ الناس تک

(٣١)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ زِيَادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ عَامَّةَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ أَلَيْسَ قَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیاد سے وہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اکثر حصہ قیام فرماتے تھے' حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ورم آلود ہو جاتے' ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے سب گناہوں کو معاف نہیں فرمادیا؟ (یعنی اتنی محنت کا فائدہ کیا ہے جب کہ آپ کے تو سارے گناہ معاف ہو چکے؟) فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ عَامَّةَ اللَّيْلِ حديث نمبر ۱۷۲)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۴۲، حدیث نمبر ٤٤٧، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس روایت کو بھی حدیث کی دیگر کتابوں میں محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۵۲، باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم (مكتبة الميزان)

(۲) بخاری جلد۲ ص۷۱۶، باب قوله ليغفر الله لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر، ص۹۵۸، باب الصبر عن محارم الله (مكتبة الميزان)

(۳) مسلم جلد۲ ص ۳۷۷، باب اكثار الاعمال والاجتهاد فى العبادة (مكتبة الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد١ ص٩٤ باب ماجاء فی الاجتهاد فی الصلوٰة (قدیمی)

(٥) سنن النسائی جلد١ ص٢٤٤، باب الاختلاف علی عائشة فی احیاء الیل (قدیمی)

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی کتاب الغیر حدیث نمبر ٥٢١

(٧) سنن ابن ماجة ص١٠٣، باب ماجاء فی طول القیام فی الصلوٰة (قدیمی)

(٨) مسند امام احمد جلد٤ ص٢٥١، ٢٥٥

(٩) صحیح ابن حبان جلد١ ص٢٦٤، ٢٦٥، حدیث نمبر ٣١١

(١٠) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد٣ ص١٦، جلد٧، ص٣٩

(١١) شرح السنة للبغوی حدیث نمبر ٩٣١

(١٢) التمھید لابن عبد البر جلد٦ ص٢٢٣، ٢٢٤

(١٣) تاریخ بغداد جلد١٤ ص٣٠٦

(١٤) مسند حمیدی حدیث نمبر ٧٥٩

(١٥) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٤٧٤٦

(١٦) صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ١١٨٢، ١١٨٣

(١٧) طیالسی حدیث نمبر ٦٩٣

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی زیاد بن علاقہ ہیں۔ ان دونوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث کی سند میں تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پورا نام مغیرہ بن شعبہ بن مسعود بن معتب ثقفی رضی اللہ عنہ ہے۔ مشہور صحابی ہیں حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور پہلے بصرہ پھر کوفہ پر امیر مقرر ہوئے۔

وفات ان کی صحیح قول کے مطابق سن ۵۰ ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ص ۲۰۶)

ان سے عروہ بن زبیر، ابوادریس خولانی اورامام شعبی نے روایت کی ہےاوراسی طرح زیادبن علاقہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔(تنسیق النظام ص۲٤ مکتبة المیزان)

شرح حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی عبادت میں اس قدر طویل قیام کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر ورم آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے سوال کا جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر اپنے احسان اور فضل سے نوازا ہے کہ میرے سب گناہ معاف کر دیئے گئے۔ مجھے ایسے مقام اور درجہ پر فائز کر دیا گیا ہے کہ اس سے بلند کوئی اور مقام نہیں تو میرا بھی حق ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس قدر محنت اور مشقت سے کروں تاکہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا اصل مقصد اللہ کی شکر گزاری ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان پر ہر وقت لازم ہے کیونکہ ہر نعمت پر شکر واجب ہے اور انسان پر ہر وقت نعمتوں کی بارش ہوتی ہے۔

(ماخوذ مظاهر حق جلد۱ ص۹۰۶ مکتبة العلم)

(۳۲)......نرمی کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ زِيَادٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیاد سے وہ اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت

اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کچھ دیہاتی لوگ سوال کرنے لگے کہ یارسول اللہ! انسان کو سب سے بہتر چیز کیا دی گئی ہے؟ فرمایا اخلاق حسنہ۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَا جَاءَ فِي الرِّفْقِ حديث نمبر ٤٥٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابن ماجة ص٢٤٥، باب ما انزل الله داءً الا انزل الله له شفاء (قديمى)

(٢) مسند احمد جلد٤ ص٢٧٨، ٢٨٥

(٣) سنن الكبرىٰ للبيهقى جلد٩ ص٣٤٣، باب ماجاء فى اباحة التداوى

(٤) مستدرك حاكم جلد١ ص١٢١، جلد٤ ص١٩٩، ٣٩٩

(٥) التمهيد لابن البر جلد٥ ص٢٨٢

(٦) المعجم الكبير لطبرانى حديث نمبر ١٤٦، ١٤٧، ١٤٨، ١٥٠، ١٥١

(٧) مسند حميدى حديث نمبر ٨٢٤

(٨) تهذيب تاريخ دمشق لابن عساكر جلد٢ ص٢١٧

(٩) تاريخ اصبهان لابى نعيم جلد١ ص٢٦٦، جلد٢ ص١٤

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان دونوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسامہ بن شریک ثعلبی صحابی ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ان سے

اکیلے زیاد بن علاقہ نے ہی روایت کیا ہے۔(تقریب جلد۱ص ۷۶ قدیمی)

شرح حدیث:

عادت اور خصلت کی پاکیزگی وعمدگی دین میں چوٹی کا مرتبہ رکھتی ہے۔ بہت سی احادیثِ صحیحہ اس کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حدیث مذکورہ سے بھی اسی بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ انسان کو اللہ کی طرف سے جو کچھ بہتر صفات وحسنات عطا ہوئے ہیں۔ ان میں حسنِ خلق (اچھے اخلاق) کو سب پر برتری اور فضیلت حاصل ہے۔ مسلم، ترمذی اور بخاری الادب المفرد میں نواس بن سمعان سے مرفوع روایت لائے ہیں کہ نیکی حسنِ خلق (اچھے اخلاق) کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تو اس کو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت لاتے ہیں کہ قیامتؑ کے دن مومن کے ترازو میں سب سے بھاری چیز جو رکھی جائے گی۔ وہ حسن خلق (اچھے اخلاق) ہے اور اللہ تعالیٰ فحش کلام اور بے ہودہ گفتگو کرنے والے کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔ ابوداؤد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ مومن اپنی حسن اخلاقی کی وجہ سے شب بیدار اور ہمیشہ روزہ رکھنے والوں کے جیسا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ غرض اسی قسم کے مضمون کی بہت سے احادیث صحاح ستہ کی کتابوں میں مروی ہے جن سے حسن خلق کی بہت وقعت ومنزلت دل میں قائم ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ۳۶۹ ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳۳)......مجثمہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُجَثَّمَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب مَا يُنهٰى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ، حديث نمبر ٤٠٤)

(مسند حارثی جلد١ ص ١٨٦، حديث نمبر ١٢٩، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) جامع الترمذی جلد٢ ص٤، باب ماجاء فی اکل لحوم الجلالة والبانها (قديمی)

(٢) مسند امام احمد جلد١ ص٣٢١، ٣٤١، ٣٣٩

(٣) سنن دارمی جلد٢ ص٨٩

(٤) بخاری جلد٢ ص٨٢٨، باب ما نكره من المثلة والمصبورة والمجثمة (مكتبة الميزان)

(٥) سنن النسائی جلد٢ ص٢٠٩، باب النهی عن المجثمة (قديمی)

(٦) مصنف ابن شيبة جلد ٥ ص ٣٩٧

(٧) مسلم جلد٢ ص١٥٣، باب النهی عن صبر البهائم (مكتبة الحسن)

(٨) ابن ماجة ص٢٣٩، باب النهی عن صبر البهائم

نوٹ:

اگرچہ ان احادیث کی کتابوں میں الفاظ کی تبدیلی اور کمی زیادتی ہے۔ لیکن حدیث کا مفہوم ومعنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی حدیث میں ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نافع ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نافع

کی کنیت ابوعبداللہ مدنی ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔تیسرے طبقہ کے ثقہ راوی ہیں۔مشہور فقیہہ ہیں۔وفات ان کی سن ۱۱۷ھ میں ہوئی۔
(تقریب جلد۲ص ۲۳۹ (قدیمی)

نافع ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: محمد بن سعد نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کثیر الحدیث ثقہ تھے۔امام عجلی نے فرمایا کہ نافع مدنی تابعی ثقہ راوی ہیں۔امام ابن خراش اور امام نسائی نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔
(تہذیب الکمال جلد ۲۹ص ۳۰۳، ۳۰۴مطبوعہ بیروت)

تیسرے راوی صحابی رسول عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مجثمہ وہ جانور ہے جس کو سامنے باندھ کر تیر بازی کے لیے نشانہ بنایا جائے۔ایسا جانور اگر مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔مسلم جلد۲ص ۱۵۳ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ لگائے۔زمانہ جاہلیت میں اس کا بہت رواج تھا لیکن حیوانات کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی ممانعت فرمائی ہے ممانعت بطور تحریم ہے۔ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دو نقصان ہیں ایک اس فعل کے ذریعے کسی جاندار کو اذیت پہنچانا ہے جو کہ حرام ہے اور دوسرا اس فعل کے ذریعے مال کو ضائع کرنا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔(ماخوذ مظاہر حق جلد۴ص ۷۰ ترمیم واضافہ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۳۴)......کنواری لڑکیوں سے نکاح کی ترغیب کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْكِحُوا الْجَوَارِیَ الشَّبَابَ، فَإِنَّهُنَّ أَنْتَجُ أَرْحَامًا، وَأَطْیَبُ أَفْوَاهًا، وَأَعَزُّ أَخْلَاقًا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کنواری لڑکیوں سے نکاح کیا کرو، کیونکہ ان کا رحم مرد کے آب حیات کو زیادہ قبول کرتا ہے اور وہ خوشبودار منہ اور عمدہ اخلاق رکھتی ہیں۔

(مسند حصکفی باب الحث علی نکاح الابکار، حدیث نمبر ۲۵۹)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۶۱، حدیث نمبر ۲۷۶، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجۃ ص۱۳۴، باب تزویج الابکار (قدیمی)

(۲) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد۷ ص۸۱

(۳) مسند امام احمد جلد۳ ص۱۵۸

(٤) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۲۰۵۰

(۵) سنن النسائی حدیث نمبر ۱۸۶۱

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ائمہ صحاحِ ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ پورا نام عبداللہ بن دینار عدوی مدنی ہے۔ کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ثقہ ہیں وفات ان کی سن

۱۲۷ھ میں ہوئی۔ (تقریب جلد ۱ ص ۴۹۰ قدیمی)

عبداللہ بن دینار نے ابن عمر، انس، سلیمان بن یسار وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن معین، ابوزرعہ، ابو حاتم، محمد بن سعد اور نسائی نے عبداللہ کو ثقہ کہا ہے۔ امام عجلی نے بھی ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۲۰۱، ۲۰۲ حیدر آباد دکن)

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے۔

(تنسيق النظام ص٦٤ مكتبة الميزان)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے کہ نکاح کے لیے سب سے بہتر کنواری لڑکی ہے۔ اس کی وجہ سے بیان فرمائی ہے کہ جوانی کی وجہ سے کنواری لڑکیوں کے رحم میں حرارت بہت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے نطفہ جلدی قرار پکڑتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ کنواری لڑکی شیریں کلام ہوتی ہیں اور تہذیب وشرم وحیا اور ادب ان پر غالب ہوتا ہے۔ زبان سے میٹھی بات نکالتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے پہلے کسی خاوند کو دیکھا نہیں ہوتا۔

تیسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کے اخلاق پسندیدہ ہوتے ہیں۔ برتاؤ بہت خوشگوار ہوتا ہے میل جول دل پسند ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی بہت بہتر اور بہت اچھی گزرتی ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ۳ ص ۴۷۲ مکتبہ العلم وشرح مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۲۳۸ مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۳۵)......محرم کا لباس

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَاذَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا الْقَبَاءَ، وَلَا السَّرَاوِيْلَ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ بن دینار سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! محرم کس طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے؟ فرمایا نہ قمیص پہن سکتا ہے اور نہ عمامہ، قباء، شلوار، ٹوپی اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا جسے ورس یا زعفران لگی ہوئی ہو اور جس شخص کے پاس جوتیاں نہ ہوں اسے موزے پہننے کی اجازت ہے لیکن اس چاہیے کہ انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

(مسند حصکفی باب مَا يَلْبَسُهُ الْمُحْرِمُ حديث نمبر ۲۳۵)

(مسند حارثی جلد۱ ص ٢٦٤، حديث نمبر ۲۸۰، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۰۹، باب ما یلبس المحرم من الثياب (مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۳۷۲، باب ما يباح المحرم بحج او عمرة لبسه ومالا يباح (مكتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۷۱، باب ما جاء فی لبس السراویل والخفین للمحرم، باب ما جاء فی ما لایجوز للمحرم لبسه (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۸، باب النهی عن لبس السراویل فی الاحرام (قدیمی)

(٥) سنن ابن ماجة ص۲۱۰، باب ما یلبس المحرم من الثیاب (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵۳، باب ما یلبس المحرم
(مکتبۃ اقرا قرآن کمپنی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۳۲۰، باب ینهی عنه من لبس الثیاب فی الاحرام (مکتبة الحسن)

(۸) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۱ ص۳٦۸، باب ما یلبس المحرم من الثیاب، ص۳٦۹ باب لبس الثوب الذی قد مسه ورس او زعفران
(مطبع مجتبائی پاکستان)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محرم سلا ہوا کپڑا نہ پہنے یہاں سے مراد معمول کے مطابق پہننا ہے کہ قمیص کی آستینوں میں ہاتھ ڈال کر اور پائنچوں میں پاؤں ڈال کر پہننا مراد ہے؟ پس اگر کوئی محرم قمیص کو چادر کی طرح بدن پر ڈال لے یا شلوار کو تہبند کی طرح لپیٹ لے تو یہ محرم کے لیے منع نہیں ہے کیونکہ عادتاً شلوار قمیص ایسے نہیں پہنی جاتیں۔ برنس سے یہاں

مطلقاً سر ڈھانپنے والا کپڑا مراد ہے مطلب محرم سر کو کپڑے چادر ٹوپی وغیرہ سے نہیں ڈھانک سکتا۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ عرف میں اس کو پہننا اور اوڑھنا نہ کہتے ہوں تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی محرم سر پر گھڑی اٹھا لے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ عادتاً اس طرح سر ڈھانپا نہیں جاتا اور ٹخنے سے اس جگہ مراد ہڈی ہے حنفیہ کے نزدیک وہ ہڈی مراد ہے جو پاؤں کے درمیان میں ابھری ہوئی سخت ہڈی ہوتی ہے۔ تو محرم کے لیے اس کا کھلا رکھنا ضروری ہے ڈھانپنا منع ہے اور امام شافعی کے نزدیک یہی ٹخنا مراد ہے۔ جس کا وضو میں دھونا فرض ہے۔ محرم کا احرام کی حالت میں موزہ پہنا یا ایسا جوتا پہننا جس کی وجہ سے پاؤں کے درمیان والی سخت ہڈی ڈھک جائے تو جائز نہیں ہے۔ اور ورس ایک خاص قسم کی گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کوئی محرم زعفران یا ورس میں رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے کیونکہ اس میں خوشبو ہوتی ہے اور خوشبو کا استعمال محرم کے لیے جائز نہیں ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص ۷۷۹ مکتبہ العلم)

(۳۶)......دھوکے کی مذمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِی الْبَیْعِ وَالشِّرَاءِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خرید و فروخت میں دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے۔

(مسند حصکفی باب التشدید فی الغش حدیث نمبر ۳۴۶)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۶۸، حدیث نمبر ۲۸۵، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۷۰، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا (مکتبة الحسن)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۴۵، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع (قدیمی)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۶۱، باب النھی عن الغش (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۸۹، باب فی النھی عن الغش (مکتبة الحسن)

(۵) مسند امام احمد جلد۲ ص۲٤۲

(٦) دارمی جلد۲ ص۲٤۸

(۷) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد۵ ص۳۲۰

(۸) الترغیب والترھیب جلد۲ ص۲۳۱

(۹) کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۵۳

(۱۰) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ٤۹۰۵

نوٹ:

امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لفظ فی البیع والشراء کے بغیر روایت کیا ہے۔ باقی حدیث وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے اور حدیث کا مفہوم و معنی بھی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی عبداللہ بن دینار ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں

کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ہم میں سے نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس میں ہم مسلمانوں جیسے اخلاق و عادات نہیں ہے اور نہ وہ سنت اسلامی پر ہے۔ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں پانی سے تر ہوگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کے مالک سے فرمایا۔ یہ تری کیسی اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بارش برسی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۰۶ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ اس باب میں یہ حدیث ابن عمر، ابو الحمراء، ابن عباس، بریدہ، ابو بردہ بن دینار اور حذیفہ بن یمان سے بھی مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور انہوں نے دھوکہ دینے کو مکروہ (تحریمی) قرار دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ دھوکہ دینا حرام ہے اور امام دارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث نقل کی ہے اور اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کے مالک کو ڈانٹا پھر فرمایا کہ دھوکہ دینا مسلمانوں کا طریقہ نہیں جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں ہے۔

(ماخوذ تنسیق النظام ص ۱۷۲ مکتبہ المیزان)

(۳۷)...... بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں سحری سے نہ روک دے

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ

أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بلال رات کو سحری کی اذان دیتے ہیں اس لیے تم ان کی اذان کے بعد بھی کھاتے پیتے رہا کرو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے دیں کیونکہ وہ نماز کا وقت ہونے کے بعد اذان دیتے ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصوم، باب لَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ اذَانُ بِلَالٍ حدیث نمبر ۲۰۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۸۷، باب الاذان بعد الفجر (مکتبہ المیزان)

(۲) بخاری جلد۱ ص۲۵۷، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال (مکتبة المیزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص۳۴۹، ۴۵۰، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل (مکتبة الحسن)

(٤) مؤطا امام مالك ص ۵۸ باب قدر سحور من النداء (مکتبة الحسن)

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی جلد٦ ص۱۷۲

(٦) تاریخ اصبهان لابی نعیم جلد۲ ص۲۸٤

(۷) طحاوی شرح معانی الآثار جلد۱ ص۸۲، باب التاذین للفجر ای وقت هو بعد طلوع الفجر ص۳۲٤ باب الوقت الذی یحرم فیه الطعام علی الصائم (مطبع مجتبائی پاکستان)

(۸) طبقات الکبریٰ لابن مسعود جلد۱ ص۱۵۲

(۹) شرح السنة للبغوی جلد۲ ص۲۹۹

(۱۰) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۳۲۰، باب وقت السحور (اقرأ، قرآن کمپنی)

(۱۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۵۰ باب ماجاء فی بیان الفجر (قدیمی)

(۱۲) سنن النسائی جلد۱ ص۳۰۵ باب کیف الفجر (قدیمی)

نوٹ:

امام ترمذی نے ترمذی جلد ا ص ۱۵۰ میں اور ابوداؤد، نسائی وغیرہ نے اس حدیث کو الفاظ کی کمی وزیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لیکن مفہوم ومعنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی کی حدیث امام صاحب سے مروی اس حدیث کے لیے بطور شواہد کے ہے۔

(۱۳) مسند امام احمد جلد۲ ص۶۲، ٦٤، ۷۳، ۷۹، ۱۰۷، ۱۲۳، جلد٦ ص۴۳۳

(۱٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۵۰ باب ما جاء فی الاذان باللیل (قدیمی)

(۱۵) مسند حارثی جلد۱ ص۲۵۹، حدیث نمبر ۲۷٤، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ انہیں الفاظ سے بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وقت سے پہلے نہ تو صبح کی اذان جائز ہے نہ کسی اور وقت کی۔

چنانچہ امام ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہ شداد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ طلوع فجر سے پہلے اذان دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ پکار کر کہہ دیں کہ میں وقت سے غافل ہو گیا تھا کہ وقت سے پہلے اذان دے دی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم صرف اس لیے دیا کہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے کہ لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اذان وقت سے پہلے دینا جائز ہے اور مذکورہ حدیث رمضان المبارک کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ رمضان میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے کا ایک اعلان سا ہوتا تھا' نہ کہ نمازِ فجر کی اذان اور ابنِ ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان محض نمازِ فجر کے لیے ہوتی تھی جیسا کہ حدیث کے صاف واضح الفاظ اس مطلب کو واضح کر رہے ہیں اور طلوع فجر کے بعد کھانا پینا کب جائز ہونے لگا؟ اگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان نمازِ فجر کے لیے اذان ہوتی جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کلوا واشربوا کے الفاظ نہ ارشاد فرماتے کیونکہ طلوع فجر کے بعد تو کھانا پینا جائز ہی نہیں۔ لہٰذا عمل جاننا اور کلوا واشربوا کے الفاظ سے نظر ہٹا لینا حدیث کی غلط ترجمانی ہے۔ بہت ممکن ہے بلکہ بالکل قرینہ قیاس یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی غرض یہ ہو کہ بلال رضی اللہ عنہ چونکہ غلطی کرتے ہیں اس لیے سحری ختم کرنے کا مدار ان کی اذان پر نہ رکھو بلکہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان پر رکھو کیونکہ وہ نابینا تھے وہ اذان اس وقت دیتے جب بالکل صبح ہو جاتی اور لوگ ان سے کہتے کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۹ (مکتبۃ الحسن) میں ہے تو اس وقت البتہ کھانا پینا بند کر دینا چاہیے۔

قارئین! اب آپ ذرا انصاف کو سامنے رکھ کر غور کیجیے کہ حدیث کو سمجھنے کا صحیح سلیقہ احناف کو حاصل ہے یا حدیث دانی کے دعویداروں کو؟

کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ حنفی حدیث کو کیا سمجھیں، حنفیوں کے پاس

تو محض رائے اور قیاس ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک الکذب الصریح۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۲۰۶، ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۳۸)......استلام کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ مَا تَرَکْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ مُنْذُ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُهٗ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے اس وقت سے استلام کو کبھی ترک نہیں کیا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِی الْاِسْتِلَامِ حدیث نمبر ۲۴۱)

مسند حارثی جلد۱ ص ۲۰۷، حدیث نمبر ۱۵۵، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱۸، باب الرمل فی الحج والعمرۃ (مکتبۃ المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۴۱۲، باب استحباب استلام الرکنین الیمانین فی الطواف (مکتبۃ الحسن)

(۳) سنن النسائی جلد۲ ص۳۸ باب مسح الرکنین الیمانین (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۵۸، باب الاستلام الارکان (اقرا قرآن کمپنی)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر اسود کو بوسہ دینے کا ذکر ہے۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کو ہاتھ لگاتے پھر بوسہ دیتے تھے۔ حجر اسود کو بوسہ دینا تمام ائمہ کے نزدیک سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ص۲۴۷، مکتبۃ العلم ترمیم واضافہ)

(۳۹)......منکرینِ تقدیر کی مذمت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ، ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدَقَةِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ، وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْا، فَإِنَّهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَحَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت ایسی بھی آئے گی جو تقدیر کو نہیں مانے گی پھر وہ زندقہ کی راہ پر چل پڑے گی۔ ایسے لوگوں سے جب تمہارا آمنا سامنا ہو تو انہیں سلام مت کہو اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کے لیے نہ جاؤ۔

اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو یہ گروہِ دجال ہے اور یہ لوگ اس امت کے مجوسی ہیں۔ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ حکم طے ہو گیا ہے وہ انہیں جہنم میں مجوسیوں کے ساتھ اکٹھا کرے گا۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِی اَھْلِ الْقَدْرِ حدیث نمبر ۱۹)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۰۱، حدیث نمبر ۱۴۸، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٦٤٤، باب فی القدر (مکتبة الحسن)

(۲) کامل لابن عدی جلد۳ ص١٠٦٨

(۳) مستدرك حاکم جلد۱ ص٨٥

(٤) کشف الخفاء جلد۱ ص٥٢٣، جلد۲ ص١١٩

(٥) تاریخ ابن عساکر جلد٥ ص٣٨٥

(٦) مجمع الزوائد جلد٧ ص٢٠٥

(٧) السنة لابن ابی عاصم جلد۱ ص١٤٩

(٨) سنن ابن ماجة ص١٠، باب فی القدر (قدیمی)

(٩) مسند حارثی جلد۲ ص ٧٢٧، حدیث نمبر ١٢٢٨، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب

کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ قدریہ فرقہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قدریہ فرقہ گمراہ ہے ان کو ضلالت اور گم راہی میں مجوسیوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ مجوسی اس قوم کو کہتے ہیں جو آتش پرست ہیں اور یہ دو خدا مانتے ہیں۔ ایک خالق خیر جس کو یزدان کہتے ہیں اور دوسرا خالقِ شر جسے اہرمن کہتے ہیں۔ جس طرح مجوسی متعدد معبود مانتے ہیں۔ اس طرح قدری بھی کئی خالق اور معبود مانتے ہیں۔

وہ اس طرح کہ قدریہ فرقہ والے تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے تو اس طرح ہر انسان اپنے افعال کا خالق ہوگا اگر فعل اچھا ہو تو خالقِ خیر ہوگا اگر فعل برا ہوگا تو خالقِ شر ہوگا۔ اس اعتبار سے قدری لوگ مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں کیوں کہ مجوسی صرف دو خدا مانتے ہیں۔ قدریہ اور معتزلہ متعدد خدا مانتے ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اس فرقہ کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کرنا چاہیے اگر وہ بیمار ہو جائے تو ان کی عیادت اور مزاج پرسی نہ کی جائے، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں حاضری نہ دی جائے۔ الغرض ان کی غمی اور خوشی میں شرکت نہ کی جائے اور نہ ان کے ساتھ کوئی معاشرتی تعلق رکھا جائے بعض علماء ان کو کافر سمجھتے ہیں اور اس حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہوے ان کے حق پر یہی فتویٰ صادر کرتے ہیں اور بعض علماء ان کو کافر نہیں کہتے بلکہ فاسق اور فاجر کہتے ہیں اور اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس حدیث کا مقصد ان کی ضلالت کو بیان کرنا ہے اور ان کے لیے...... ملامت اور ندامت کا اظہار ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد اص ۲۰۸، مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۴۰)...... جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم

حدثنا ابو محمد بن حیان ثنا احمد بن الحسن ثنا عبداللہ بن

بشر بن شعیب الرازی ثنا ابو یوسف القاضی عن ابی حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال النبی صلی الله علیه وسلم مَنْ اَتَی الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ.

ترجمہ:

ہم سے ابو محمد بن حیان نے بیان کیا، ہم سے احمد بن الحسن، ہم سے عبداللہ بن بشر بن شعیب الرازی نے، ہم سے قاضی ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے امام ابو حنیفہ، انہوں نے نافع، اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازِ جمعہ کے لیے (مسجد میں) آئے تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

(ابو نعیم اصبهانی، تاریخ اصبهان، ۱: ۱٦٦، رقم: ۱٥۱)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۱۹٦، حدیث نمبر ۱٤۱، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۲۰ باب فضل الغسل یوم الجمعة (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲۷۹، کتاب الجمعة (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۷٦، باب ماجاء فی الغسل یوم الجمعة (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۱ ص۲۰٤، باب الامر بالغسل یوم الجمعة (قدیمی)

(٥) مؤطا امام مالک ص۸۷، باب العمل فی غسل یوم الجمعة (مکتبة الحسن)

(٦) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۱۱، باب ماجاء فی الاغتسال فی یوم الجمعة (قدیمی)

(۷) صحیح ابن خزیمة حدیث نمبر ۱۷۴۹، ۱۷۵۱

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، دوسرے امام صاحب کے استاد نافع رحمہ اللہ اور تیسرے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ غسل یوم الجمعہ کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اہل ظواہر کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اور جمہور ائمہ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے یہی مذہب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اہل ظواہر کا استدلال مذکورہ روایت سے ہے کہ اس میں فَلْيَغْتَسِلْ امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ صیغہ استحباب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے ورنہ اس کا دیگر روایات سے تعارض لازم آئے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابتداءً ایک علت کی وجہ سے وجوب کا حکم تھا بعد میں وجوب منسوخ کر دیا گیا۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۱ ص ۵۱۲، مکتبہ العلم)

جمعہ کے دن کا غسل ابتداء اسلام میں واجب تھا...... بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔ اب یہ غسل سنت ہے۔

(۴۱)...... متعہ کی حقیقت

حدثنا عبدالباقی بن نافع حدثنا اسماعیل بن الفضل البلخی قال حدثنا محمد بن جعفر بن موسی قال حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال نھی

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَمَا كُنَّا مَسَافِحِيْنَ.

ترجمہ:

ہم سے عبدالباقی بن نافع نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن الفضل البلخی نے انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر بن موسیٰ، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن الحسن، انہوں نے کہا ہم سے امام ابوحنیفہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے نافع اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا اور ہم پہلے بھی بدکار نہیں تھے۔

(احکام القرآن جصاص باب المتعة ج۳ ص۱۰۰)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۰۳، حدیث نمبر ۱۵۰، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۶۰۶، باب غزوة خیبر (مكتبة الميزان)

(۲) بخاری جلد۲ ص۸۳۰، باب لحوم الحمر الانسية (مكتبة الميزان)

(۳) مسلم جلد۱ ص۴۵۲ باب نكاح المتعة (مكتبة الحسن)

(۴) سنن ابن ماجة ص۱۴۱، باب النهى عن نكاح المتعة (قديمى)

(۵) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱۳، باب ما جاء فی نكاح المتعة (قديمى)

(۶) سنن النسائی جلد۲ ص۸۹، باب تحريمة المتعة (قديمى)

(۷) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۸۳، باب فی نكاح المتعة (اقرأ قرآن كمپنى)

(۸) مؤطا امام مالك ص۵۰۷، باب نكاح المتعة (مكتبة الحسن)

(۹) كتاب الآثار لابی يوسف ص۱۵۲ حديث نمبر ۷۰۰

(۱۰) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبھانی ص۳۹، ص۲۷۰

(۱۱) مسند ابی حنیفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۸۲۱، حدیث نمبر ۱۰۸٤

(۱۲) مسند حارثی جلد۲ ص ۹۳۰، حدیث نمبر ۱۷٤۰، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد نافع رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی تشریح امام زہری سے مروی متعہ کی حرمت والی روایت میں پہلے گزر چکی ہے۔وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۴۲)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَتَنْزِيلُ السَّجْدَةُ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحم الدُّخَانُ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِتَبَارَكَ الْمُلْكُ كُتِبَ لَهُ كَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَشُفِّعَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ مِمَّنْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ وَأُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

وَرَوَى مَوْقُوفًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نمازِ عشاء کے بعد چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان سلام نہ پھیرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ سجدہ کی تلاوت کرے، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ دخان پڑھے، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یٰسین پڑھے اور آخری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک کی تلاوت کرے تو اس کے لیے شب قدر میں قیام کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور اس کے اہلِ خانہ میں سے جس جس کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہوگا ان کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة باب مَنْ صَلّٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ حديث نمبر ۱۷۹)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۱۹، حدیث نمبر ۴۰۲، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس مذکورہ حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ بعض کتابوں میں اگرچہ مرکزی راوی تبدیل ہے مگر مفہوم و معنی بعینہ وہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(۱) کتاب الآثار لابی یوسف ص۳٤، حدیث نمبر ۴۰۸

(۲) کتاب الآثار لامام محمد ص٦٦ حدیث نمبر ۱۱۰

(۳) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۲۲۳

(٤) مسند ابی حنیفة لابن خسرو بلخی جلد۲ ص۷٤۹، حدیث نمبر ۹۵۹

(۵) مصنف ابن ابی شیبة جلد۲ ص۱۲۷، باب فی اربع رکعات بعد العشاء

(٦) سنن الکبریٰ للنسائی جلد٤ ص۳٤۳، حدیث نمبر ۷٤٤۲

(۷) سنن المجتبی جلد۸ ص۸٤،حدیث نمبر ٤٩٥٤

(۸) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۱ ص٤٣٧، حدیث نمبر ١٢٢٤٠

(۹) سنن الکبرٰی للبیهقی جلد۲ ص ٤٧٧، حدیث نمبر ٤٢٨٩

(۱۰) المعجم الاوسط للطبرانی جلد٦ ص٢٥٤، حدیث نمبر ٦٣٣٢

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد محارب ہیں۔ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ پورا نام محارب بن دثار کوفی تابعی ہے۔ چوتھے طبقے کا ثقہ امام زاہد راوی ہے۔ وفات ان کی ۱۱۴ ہجری میں ہوئی۔ (تقریب جلد۲ص۱۴۰ (قدیمی)

محارب بن دثار نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن یزید، جابر بن عبداللہ اور عبید بن براء بن عازب وغیرہ سے روایت کی ہے۔ امام احمد، یحیٰی ابن معین، ابوزرعہ، ابو حاتم، یعقوب بن سفیان اور امام نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے ثقہ کہا ہے اور یعقوب بن سفیان اور دارقطنی نے ثقہ کہا ہے۔ وفات ان کی ۱۱۴ ہجری میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب جلد۱۰ص۵۰، ۵۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

اس حدیث کی سند میں تیسرے راوی عبداللہ بن عمر ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کے اندر عشاء کی نماز کے بعد چار رکعات نفل نماز کی فضیلت کا ذکر ہے جو شخص عشاء کی نماز کے بعد مذکورہ حدیث کے طریقہ کے مطابق چار رکعات نفل نماز پڑھے تو اس کے لیے شب قدر میں قیام کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ ابوداؤد انہیں چار رکعات کے ثبوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث لائے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نمازِ عشاء ادا فرما کر میرے پاس تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعت نماز ادا فرماتے۔

(شرح مسند امام اعظم، مولانا سعد حسن صفحہ ۱۹۵ ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۴۳)...... پنجہ سے شکار کرنے والے پرندہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِى مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندے کو کھانے سے منع فرمادیا۔

(مسند حصكفى كتاب الاطعمة، باب ما يُنْهٰى عَنْ ذِىْ مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ، حديث نمبر ۳۹۵)

(مسند حارثى جلد۱ ص ۳۲۳، حديث نمبر ۴۰۸، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابن ماجة ص۲۳۳، باب اكل كل ذى ناب من السباع (قديمى)

(۲) جامع الترمذى جلد۱ ص۲۷۳، باب فى كراهية كل ذى ناب وذى مخلب (قديمى كتب خانه)

(۳) سنن النسائی جلد۲ ص۲۰۰، باب اباحة اکل لحوم الدجاج (قدیمی)

(٤) صحیح مسلم جلد۲ ص۱٤۷، باب تحریم اکل ذی ناب من السباع، کل ذی مخلب من الطیر (مکتبة الحسن)

(٥) سنن ابی داؤد، جلد۲ ص۵۳۳، باب ماجاء فی اکل السباع (مکتبة الحسن)

(٦) مسند امام احمد جلد۱ ص۳۳۹

(۷) کتاب الآثار للامام ابی یوسف جلد۱ ص۲٤۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرندوں کے حلال وحرام ہونے کے بارے میں ایک اصول ارشاد فرمایا ہے کہ ہواؤں میں اڑنے والا ہر وہ پرندہ جو اپنے پنجوں سے شکار کرتا ہے اسے کھانا حرام ہے۔ مثلاً باز، شاہین، شکرا، گدھ وغیرہ اور شکاری پنجہ دار پرندے اس حکم کے تحت میں آ کر حرام ہوئے اور اسی حدیث کا حکم ان سب کو شامل ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص۳۳۹، ترمیم واضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۴۴)......متعہ کی حرمت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ حدیث نمبر ۲۷۲)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۲۲، حدیث نمبر ۴۰۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث کی مکمل تخریج پیچھے امام زہری اور امام نافع سے مروی متعہ کی حرمت کے متعلق روایت میں گزر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں تین راوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ، اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان تینوں حضرات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی مکمل شرح امام زہری سے مروی متعہ کی حرمت والی روایت میں گزر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لی جائے۔

(۴۵)......جھوٹی گواہی دینے کی سزا

اخبرنا ابو الحسن بن قبیس نا ابو منصور بن خیرون قال انا ابو بکر الخطیب انا الحسن بن محمد الخلال انا محمد بن المظفر

نا ابوبكر مكرم بن احمد بن محمد بن مكرم و ابو محمد عبدالله بن احمد قالا نا ابو حازم عبدالحميد بن عبدالعزيز نا شعيب بن ايوب نا الحسن بن زياد اللؤلؤى نا ابو حنيفة عن محارب بن دثار عن ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قال قال رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدُ زُوْرٍ لاَ تَزُوْلُ قَدَمَاهُ حَتّٰى تَجِبَ لَهُ النَّارُ.

ترجمہ:

ہمیں ابوالحسن بن قبیس نے خبر دی، ہم سے ابومنصور بن خیرون نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر خطیب بغدادی، ہمیں حسن بن محمد الخلال، ہمیں محمد بن المظفر نے خبر دی، ہم سے ابوبکر مکرم بن احمد بن محمد بن مکرم و ابومحمد عبداللہ بن احمد، انہوں نے کہا: ہم سے ابوحازم عبدالحمید بن عبدالعزیز، ہم سے شعیب بن ایوب، ہم سے حسن بن زیاد اللؤلؤی، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے محارب بن دثار اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والا (اپنی جگہ سے) اپنے پاؤں ہٹا نہیں پاتا کہ اس کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔"

(ابن عساكر، تاريخ مدينه دمشق، ٣٤ : ٧٨)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابن ماجة ص١٧١، باب شهادة الزور (قديمى كتب خانه)

(٢) مسند ابى حنيفة لابن خسرو بلخى جلد٢ ص٧٤٤، حديث نمبر ٩٥٦، ٩٥٨، ٩٦٣

(٣) مسند ابى يعلى جلد١٠ ص٣٩، حديث نمبر ٢٣٧٣

(٤) المعجم الاوسط للطبرانى جلد٧ ص٣١٩، حديث نمبر ٧٦١٦

(۵) مستدرك حاكم جلد٤ ص١٠٩، كتاب الاحكام حديث نمبر ٧٠٤٢

(٦) سنن الكبرى للبيهقي جلد١٠ ص١٢٢، باب وعظ القاضي الشهود حديث نمبر ٢٠١٧١

(٧) تمهيد لابن عبدالبر جلد٥ ص٧٣

(٨) حلية لابي نعيم جلد٧ ص٢٦٤

(٩) مسلم جلد١ ص٩٤، باب الكبائر واكبرها (مكتبة الحسن)

(١٠) بخاری جلد١ ص٣٦٢ باب ما قيل في شهادة الزور (مكتبة الميزان)

(١١) تاريخ بغداد جلد٢ ص٤٠٣

تحقیق حدیث:

یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ امام صاحب نے یہ حدیث محارب بن دثار سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی دینے والے کے بارے میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے کہ اس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ جھوٹی گواہی دینا گناہِ کبیرہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے شیخین نے صحیحین میں نقل کیا ہے۔ بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ سب سے بڑے کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور فرمائیے، فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، باپ کی نافرمانی کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے فوراً اٹھ بیٹھے فرمایا سنو اور جھوٹی بات کہنا، جھوٹی گواہی دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو بار بار فرمایا۔

(ماخوذ تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۳۵۴، مطبوعہ مکتبہ المیزان

(۴۶)......کچلی والے درندے سے ممانعت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِی نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارب سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچلی سے شکار کرنے والے ہر درندے سے منع فرمایا۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب مَا یُنْهٰی عَنْ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حدیث نمبر ۳٤٤)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۲۲، حدیث نمبر ٤۰٦، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۸۳۰، باب لحوم الحمر الانسیة، باب اکل کل ذی ناب من السباع (مکتة المیزان)

(۲) صحیح مسلم، جلد۲ ص ۱٤۷ باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۷۳، باب فی کراهیة کل ذی ناب و ذی محلب (قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۳۳ باب ماجاء فی اکل السباع (مکتبة الحسن)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۱۹۸، باب تحریم اکل السباع (قدیمی)

(٦) سنن ابن ماجة ص۲۲۲، باب اکل کل ذی ناب من السباع (قدیمی)

(۷) مؤطا امام مالك ص٤۹۲، باب تحریم کل ذی ناب من السباع (مکتبة الحسن)

(۸) کتاب الآثار لابی یوسف جلد۱ ص۲٤۰

(۹) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۲۱٦

(۱۰) بیهقی جلد۹ ص۳۳۱

(۱۱) مسند امام احمد جلد٤ ص۱۹۳، ۱۹٤

(۱۲) مشکل الآثار للطحاوی جلد۳ ص۲۷۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں بھی تین راوی ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام صاحب کے استاد محارب بن دثار اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یعنی ہر وہ درندہ جو کیلہ رکھتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ مثلاً شیر، چیتا، بھیڑیا، ریچھ، ہاتھی، بندر وغیرہ۔ یہ حدیث بجنسہ حضرت ابن عباس، خالد بن ولید، علی ابن ابی طالب، جابر بن عبداللہ، ثعلبہ الخشنی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم چھ اصحاب برگزیدہ سے کتب صحاح میں مروی ہے اور جو اپنے معنی عمومی کے لحاظ سے قطعی الدلالت ہے اور روایت کی رو سے بھی قریباً قطعی۔ پس بجو اور لومڑی کو بھی اس کا حکم عمومی بلاشبہ شامل ہے۔ کیونکہ وہ بھی کیلے رکھتے ہیں اور درندوں میں ان کا شمار ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۳۳۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۴۷)...... حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَاْتِیْنَا بِالْخَبَرِ لَیْلَةَ الْاَحْزَابِ فَیَنْطَلِقُ الزُّبَیْرُ فَیَاْتِیْهِ بِالْخَبَرِ کَانَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیٌّ وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کی رات ارشاد فرمایا: دشمن کے متعلق ہمیں کون خبر لا کر دے گا؟ تین مرتبہ ایسا ہوتا ہے اور تینوں مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور جا کر خبر لاتے ہیں، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الفضائل، باب مَا جَاءَ فِی فَضْلِ الزُّبَیْرِ حدیث نمبر ۳۷۱)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۴۳، حدیث نمبر ۲۴۴، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی دیگر بڑے بڑے محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۲ ص۵۹۰ باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب

(مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲۸۱، باب من فضائل طلحة والزبیر رضی اللہ

عنهما (مكتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص ۱۲، فضائل الزبير رضی الله عنه

(قديمي كراچي)

(٤) مسند احمد ٣/ ٣٦٥

(٥) سنن الکبریٰ للبیهقی ٦/ ٣٦٧/ ١٤٨

(٦) جامع الترمذی جلد٢ /٢١٥، مناقب الزبير ابن العوام

(قديمي كراچي)

(٧) دلائل النبوة بیهقی ٣/ ٤٣١

نوٹ: -

یہی روایت بخاری اور مسلم میں بھی تین واسطوں کے ساتھ موجود ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور صحابی کے درمیان ۳ واسطے ہیں جب کہ یہی روایت امام ابو حنیفہ سے مروی ہے امام صاحب اور صحابی کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے تو معلوم ہوا کہ امام صاحب کی سند بخاری و مسلم کی سند سے زیادہ مضبوط اور عالی ہے تو اگر مسلم و بخاری کی روایت قبول ہے تو امام صاحب کی روایت بطریق اولیٰ قبول کرنا چاہیے۔

شرح حدیث:

غزوہ احزاب کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کا حال معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو دشمن کے لشکر کا حال معلوم کر کے لائے۔ ظاہر ہے کہ اس میں جان کا بھی خطرہ تھا تو اس موقعہ پر حضرت زبیر نے سبقت کی۔ عرض کیا کہ اس خدمت کو میں انجام دوں گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہر نبی کے لیے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن العوام ہیں۔

بلاشبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ

بات بھی قابل ذکر ہے کہ عشرہ مبشرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح بھی قرابتِ قریبہ حاصل ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہونے کی وجہ سے پھوپھی زاد بھائی تھے۔سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کو بھی اسلام کے قبول کرنے کی پاداش میں مشقت وعذاب سے گزرنا پڑا۔ان کے چچا ان کو دھوئیں سے تکلیف پہنچاتے تاکہ اسلام سے باز آجائیں۔یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تلوار کھینچی اور یہ احد کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم رہے۔پورا نام زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب ہے۔عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔ان کی وفات بصرہ میں صفوان نامی جگہ پر ہوئی عمر بن جرموز نے ۳۶ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔انتقال کے وقت آپ کی عمر چونسٹھ سال تھی۔پہلے وادی سبا میں دفن ہوئے پھر ان کو بصرہ منتقل کر دیا گیا۔

(مظاہر حق جلد ۵ ص ۷۰۶ مکتبۃ العلم)

تحقیق حدیث:

(۱) اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۲) اس سند کے دوسرے راوی محمد بن المنکدر رہیں۔پورا نام محمد بن منکدر بن عبد اللہ بن الھُدَیر ہے۔مدینہ کے رہنے والے تھے۔ثقہ راوی ہے۔(تقریب جلد ۲ ص ۱۳۷ھ قدیمی)

محمد بن المنکدر رائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔مثلاً بخاری جلد ۱ ص ۵۹۰ میں یہی روایت موجود ہے۔

ان کی وفات ۱۳۰ ہجری میں ہوئی ہے۔(تقریب جلد ۲ ص ۱۳۷ قدیمی)

مولانا محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔(تنسیق النظام ص۸۳ مکتبة المیزان)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۴۸)......سفر میں نماز کو مختصر کرنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں ظہر کی چار اور عصر کی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلٰوة، باب مَا جَاءَ فِي تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ حدیث نمبر ۱۴۹)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۴۲، حدیث نمبر ۲۴۳، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ محمد بن المنکدر سے روایت کردہ اس حدیث کو مشہور محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۴۸، باب یقصر اذا خرج من موضعه.

(مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۲٤۲ باب صلٰوۃ المسافرین وقصرھا
(مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۲۱، ۱۲۲، باب التقصیر فی السفر
(قدیمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۷۰، باب متی یقصر المسافر
(اقرا قرآن کمپنی)

(۵) سنن نسائی جلد۱ ص۲۱۱، کتاب تقصیر الصلٰوۃ فی السفر
(قدیمی)

شرح حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادہ سے جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کرنے پہلے ظہر کی نماز کی چار رکعتیں پڑھی لیکن جب سفر شروع ہوا اور ذوالحلیفہ میں پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں عصر کی نماز دو رکعت پڑھیں اور یہ جگہ ذوالحلیفہ مدینہ سے تین کوس (میل) کے فاصلہ پر ہے۔اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب سفر شرعی کے ارادہ سے انسان اپنے شہر یا گاؤں کی عمارات سے نکل جائے تو قصر نماز پڑھنا شروع کر دے۔یعنی ہر چار رکعت والی نماز کو دو رکعت کر کے پڑھے۔یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

(مظاہر حق جلد۱ ص۹۷۸، مکتبۃ العلم)

تحقیق حدیث:

اس سند کے تین راوی ہیں۔امام ابو حنیفہ اور محمد بن المنکدر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

(۴۹)......عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ اُمَیْمَةَ بِنْتِ رَقِیْقَةَ، قَالَتْ

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَايِعَهُ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ أُصَافِحُ النِّسَاءَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے وہ امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کرتے ہیں حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرسکوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَنْ لَمْ يُصَافِحِ النِّسَاءَ حديث نمبر ٤٥٨)

(مسند حارثی جلد١ ص ٢٤٠، حديث نمبر ٢٤١، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخاری جلد١ ص٣٧٥، باب ما يجوز من الشرط فی الاسلام الخ

(٢) ترمذی ٢٨٨/١ باب ماجاء فی بيعة النساء

(٣) سنن ابن ماجة ٢٠٦، باب بيعة النساء

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔حدیث حسن صحیح۔

(٤) مسند احمد ٤٥٤/٦، ٤٥٩

(٥) مسلم جلد٢ ص١٣١، باب كيفية بيعة النساء (مكتبة الحسن)

(٦) موطا امام مالك جلد١ ص ٧٣١ (مكتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے ان شیخ محمد بن المنکد رہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ تیسرے راوی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ بن بجاء ہے۔ (تقریب جلد۲ ص ۲۲۹ (قدیمی)

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ امیمہ رضی اللہ عنہا صحابیہ تھیں۔ اور ان کی والدہ رفیقہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔

(تنسيق النظام ص٤٠ مكتبة الميزان)

شرح حدیث:

صحیحین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ مردوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ کرتے تھے۔ عورتوں سے کبھی مصافحہ نہیں کیا۔ اکثر زبانی بیعت کرتے تھے۔ اور کبھی کپڑے کے واسطے سے بیعت لیتے تھے۔ اللہ اکبر یہ عفت و پاک دامنی کی، شرم وحیا کی کس قدر بلند مثال ہے اور امت کے لیے کتنا خوبصورت درس ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اس کو بھی بھلا دیا ہے۔ بعض لوگ دینی پیشوا اور مقتدا ہو کر مردوں اور عورتوں کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ رکھتے ہیں اور عورتوں سے بھی مصافحہ کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اور ہماری یہ رفتار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی احتیاط اور ہماری یہ جرأت و بے باکی، حقیقت میں ایسا عمل اسلام کی عزت و ناموس کو تباہ کرتا ہے۔

(مسند امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی، ترمیم و اضافہ کے ساتھ ص ۳۷۱، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۰)......یتیمی کب تک رہتی ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُتْمَ بَعْدَ الْحُلُمِ۔

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا، باب الی متی یکون الیتیم حدیث نمبر ۵۲۰)

(مسند حارثی جلد۱ ص۲۴۴، حدیث نمبر ۲۴۵، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۳۹۷ باب ما جاء متی ینقطع الیتیم (مکتبۃ الحسن)

(۲) سنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ ص۳۶۰

(۳) مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۳۸۹۹

(٤) نصب الرایہ جلد۳ ص۱۱۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ محمد بن منکدر ہیں اور تیسرے راوی صحابی رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دونوں کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

شرح حدیث:

یتیم وہ ہی بچہ کہلائے گا جس کا باپ مر گیا ہو اور ابھی وہ بالغ نہ ہوا ہو اور اگر وہ بالغ ہو گیا تو وہ شریعت کی اصلاح میں یتیم نہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۴۱۱، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۱)......یتیم بچی کا نکاح کروانا

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوَّجَتْ يَتِيمَةً كَانَتْ عِنْدَهَا فَجَهَّزَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر سے، وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے ایک یتیم بچی کا نکاح کروایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس سے جہیز عطا فرمایا۔

(مسند حصکفی باب هل یذکر الرجل لابنته من یزوجها حدیث نمبر ۲٦۵)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۴۴، حدیث نمبر ۲۴۵، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی کتابوں میں کچھ ترمیم کے ساتھ نقل کیا ہے الفاظ حدیث میں اگرچہ کچھ تبدیلی ہے لیکن مسئلہ بالکل ویسا ہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں موجود ہے۔

(۱) ابن ماجة ص ۱۳۷، باب الغناء والدف (قديمی)

(۲) مشکوٰة جلد۲ ص ۲۸۰، کتاب النکاح، باب اعلان النکاح والخطبة والشرط (مکتبه رحمانیه)

(۳) فتح الباری شرح بخاری جلد۹ ص ۱۹۵

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاقِ کریمہ سے یتیم لڑکی کا جہیز خود بنفس نفیس مہیا فرما دیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم لڑکی کے نکاح میں جہیز کے اسباب مہیا کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں شامل ہے۔ اس لیے معاشرے کے صاحب استطاعت لوگوں کو چاہیے کہ وہ یتیم بچی کے نکاح میں مالی معاونت کریں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ٹونکی، ترمیم و اضافہ کے ساتھ، مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۴۲)

(۵۲)......صفوں کے ملانے والوں کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن یسار سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَصِلُ الصُّفُوْفَ حديث نمبر ١٣٢)

(مسند حارثی جلد١ ص ٢٢٠، حديث نمبر ١٨٨، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(١) سنن ابن ماجة ص٧٠، باب اقامة الصفوف (قديمى)

(٢) السنن الكبرىٰ للبيهقى جلد٣ ص١٠١، ١٠٣، باب اقامة الصفوف

(٣) صحيح ابن خزيمة جلد٣ ص ٢٢ حديث نمبر ١٥٥٠

(٤) مستدرك للحاكم جلد١ ص٢١٣

(٥) سنن ابى داؤد جلد١ ص٩٧، باب تسوية الصفوف (اقرأ قرآن كمپنى)

(٦) مسند ابى حنيفة لابن خسرو البلخى جلد٢ ص٤٨٩ حديث نمبر ٥٤٣

شرح حدیث:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں صفوں کو ملانے کی فضیلت بیان فرمائی کہ ایسے آدمی پر جو صفوں کو ملاتے ہیں سیدھا رکھتے ہیں اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کو ملانے سیدھا رکھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ صف کو سیدھا رکھنا یہ نماز کا حسن ہے۔ نماز کی خوبصورتی ہے۔ اور صف سیدھی نہ

رکھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید سنائی ہے فرمایا کہ اگر تم صف سیدھی نہ رکھو گے تو تم اختلاف میں پڑھ جاؤ گے اللہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا کیونکہ انسان کے ظاہر عمل سے انسان کی باطنی کیفیت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور جس مقام پر ظاہری اطاعت نہ ہو تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ باطنی اطاعت بھی مفقود ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے حالات گزر چکے ہیں۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ استاد عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پورا نام عطاء بن یسار الہلالی کنیت ابومحمد مدنی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عابد ہیں، ثقہ راوی ہیں۔

(تقریب جلد ا ص ۶۷۶ قدیمی)

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ عطاء سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ (تنسیق النظام ص ۷۳ المیز ان)

امام ابن معین اور ابوزرعہ نے ان کو ثقہ کہا ہے اور امام ابن سعد نے ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۱۸ حیدر آباد دکن)

اس حدیث کے تیسرے راوی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اصل نام و نسب سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر انصاری ہے۔ ان کے اجداد میں جو ابجر ہیں ان ہی کا نام خدرہ تھا۔ جس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ خود یہ بھی اس غزوہ میں شرکت کے لیے پہنچے تھے۔ لیکن کم عمر ہونے کی وجہ سے واپس کر دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد پھر یہ تقریباً بارہ غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ ان کے مناقب و فضائل بے شمار ہیں۔ آپ کی وفات سن ۶۴ یا ۷۴ ہجری

میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (تقریب جلد۱ص۳۴۵قدیمی)

(۵۳)......جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے؟

اِبْنُ أَبِى السَّبْعِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَسْأَلُ عَطَاءً عَنِ الْإِمَامِ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ أَيَقُولُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ؟ قَالَ مَا عَلَيْهِ أَنْ يَقُولَ ذٰلِكَ. ثُمَّ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَا الْمُتَكَلِّمُ بِهٰذِهِ؟ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ فَوَالَّذِى بَعَثَنِى بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَ أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا لَكَ، أَوْ مَنْ يَرْفَعُهَا لَكَ.

ترجمہ:

ابن ابی السبع بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عطاء سے یہ سوال پوچھتے ہوئے دیکھا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہہ لے تو اس کے بعد ربنا لک الحمد بھی کہے گا؟ فرمایا کہ امام پر یہ کہنا ضروری نہیں، پھر انہوں نے دلیل کے طور پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت پیش کی کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک آدمی نے یہ جملہ کہا ربنا لک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ یہ جملہ کس نے کہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تب وہ آدمی بولا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے یہ جملہ کہا تھا، فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے تیس سے

زائد فرشتوں کو اس کی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھا کہ کون اس کا ثواب پہلے لکھ لے اور ان کو سب سے پہلے اوپر لے جائے۔

(مسند حارثی کتاب الصلوٰۃ باب مَا یَقُوْلُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ حدیث نمبر ۱۰۶)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۴۸، حدیث نمبر ۴۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۱۰ باب القنوت (مکتبہ المیزان)

(۲) سنن النسائی جلد۱ ص۱۶۲، باب ما یقول المأموم (قدیمی)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۱۱، باب ما یستفتح به الصلوٰة من الدعاء (اقرأ قرآن کمپنی)

(٤) مشکوة جلد۱ ص۸۳، باب الرکوع (مکتبہ رحمانیہ)

(۵) عقود الجواهر المنفیه جلد۱ ص۶۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

اس حدیث کی سند کے دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عطاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں پورا نام عطاء بن ابی رباح ہے۔ ابو رباح کا اصل نام اسلم ہے۔ تیسرے طبقہ کا ثقہ راوی ہے۔ فاضل ہیں۔ کثیر الارسال راوی ہیں۔ مشہور قول کے مطابق ان کی وفات سن ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

(تقریب جلد۱ ص۶۷۴، قدیمی)

ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے امام اوزاعی، بن جریج، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(تهذيب التهذيب جلد۷ ص۱۹۹، ۲۰۰، حيدر آباد دکن، تنسيق النظام ص۷۲ مكتبة الميزان)

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے، صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے یا ربنا لک الحمد بھی کہے تو اس بارے میں ائمہ سے مختلف روایات وارد ہیں۔ بہرحال اس پر اتفاق ہے کہ منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والا) سمع اللہ بھی کہے اور ربنا لک الحمد بھی کہے اور اس پر بھی اکثر کا اتفاق ہے کہ مقتدی سمع اللہ نہ کہے اور امام کے متعلق امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ امام صرف سمع اللہ کہے۔ چنانچہ مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت عطاء حدیث کے اسی مقام سے استدلال لا رہے ہیں اور یہی خیال عقل اور نقل کے موافق ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اور مقتدی دونوں کے عمل کی تقسیم فرما دی ہے۔ جیسا کہ (بخاری جلد۱ ص۱۰۹ باب فضل اللهم ربنا ولک الحمد مطبوعہ المیزان) میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہ امام جب سمع اللہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو تو بخاری کی اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا وظیفہ مقرر فرما دیا کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ٹونکی ص۴۲ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۴)......ستاروں میں دیکھنے کا بیان

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّظَرِ فِي النُّجُوْمِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطا سے وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں میں دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصكفي كتاب الادب، باب النَّظْرُ فِي النُّجُوْمِ حديث نمبر ٤٦٢)

(مسند حارثي جلد١ ص ١٢٩، حديث نمبر ١٦، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) الكامل لابن عدى جلد٥ ص١٩١٦

(٢) الدر المنثور للسيوطى جلد٣ ص٣٥

(٣) تاريخ بغداد جلد٦ ص١٣٤

(٤) مجمع الزوائد جلد٥ ص١١٦

(٥) كنز العمال حديث نمبر ٢٩٤٣٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے راوی عطاء بن ابی رباح اور تیسرے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یعنی علوم نجوم میں زیادہ غور وخوض اور اس کی باریکیوں میں الجھنا شرعاً مذموم ہے۔ دیلمی

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت لاتے ہیں کہ علم نجوم کو دیکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ سورج کی ٹکیہ کو دیکھنے والا کہ اس کو جس قدر دیکھے اس قدر نظر کمزور ہوتی ہے۔ دار قطنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں مرفوع روایت لاتے ہیں کہ سیکھو علم نجوم کو جہاں تک تم کو خشکی و تری کی اندھیریوں میں اس سے ہدایت مل سکے۔ پھر اس سے باز رہو۔ یعنی ایک حد تک دنیوی کاروبار میں اس سے مدد لے سکتے ہو۔ اس میں بالکل کھو جانا روا نہیں ہے۔ مسلم ابوداؤد میں یوں ہے کہ جس نے علم نجوم سیکھا اس نے گویا جادو سیکھا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۷۳ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۵)......ثریا ستارہ کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَاتُ یَعْنِی الثُّرَیَّا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطا سے وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ثریا ستارہ طلوع ہو جائے تو پھلوں کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

(مسند حصکفی باب وما لا یجوز حدیث نمبر ۳۳۷)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۱۲۳، حدیث نمبر ۲، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) کتاب الآثار لامام محمد ص ۳۸۰ حدیث نمبر ۹۰۷

(۲) طحاوی مشکل الآثار جلد۳ ص۹۱

(۳) مسند امام احمد جلد۲ ص۳۸۸

(٤) تمهید لابن عبدالبر جلد۲ ص۱۹۳

(۵) المعجم الصغیر للطبرانی جلد۱ ص۴۱

(٦) مجمع الزوائد جلد٤ ص۱۰۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی عطاء بن ابی رباح اور تیسرے راوی صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان سب کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حجاز کے شہر میں موسم گرما کے شروع میں ثریا فجر کے ساتھ ساتھ نکلتا ہے۔ تو گویا یہ پھلوں پر آفات کے ٹل جانے کا ایک پیغام ہوتا ہے اور ان کے مراد پر پہنچ جانے کی سب سے بڑی نشانی۔ (ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۰۰ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵٦)......جمرات پر کنکری پھینکنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَانَ غُلَامًا حَسَنًا فَجَعَلَ يُلَاحِظُ النِّسَاءَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَهُ فَلَبّٰى حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ أَخِيهِ أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سوار کرلیا۔ وہ ایک خوبصورت لڑکے تھے، انہوں نے عورتوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا چہرہ عورتوں کی طرف سے پھیرتے رہے اور جمرۂ عقبہ کی رمی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ پڑھا۔

(مسند حصكفي باب مَا جَاءَ فِي رَمْيِ الْجِمَارِ حديث نمبر ٢٦٧)

(مسند حارثي جلد١ ص ١٣٥، حديث نمبر ٢٤، ٢٦، ٢٨، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) بخارى جلد١ ص٢٢٨، باب التلبية والتكبير غداة النحر (مكتبة الميزان)

(٢) مسلم جلد١ ص٤١٥، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي (مكتبة الحسن)

(٣) جامع الترمذى جلد١ ص١٨٥ باب ما جاء متى يقطع التلبية فى الحج (قديمى)

(٤) سنن ابن ماجة ص٢١٨، باب متى يقطع الحاج التلبية (قديمى)

(٥) سنن نسائى جلد٢ ص٥٠ باب قطع المحرم التلبية اذا رمى جمرة

العقبة (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد١ ص٢٥٢ باب متی یقطع التلبیة

(اقرأ قرآن کمپنی)

(٧) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم اصبہانی ص١٣٩

(٨) مسند احمد جلد١ ص٢١٠، ٢١٤

(٩) بیہقی جلد٥ ص١١٢

(١٠) طحاوی شرح معانی الآثار جلد١ ص٤١٦، ٤١٧، باب التلبیة متی یقطعها الحاج (مطبوعہ مجتبائی پاکستان)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

حاجی تلبیہ کب تک کہے اس بارے میں ائمہ کی مختلف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور فقہاء کا مسلک ہے کہ دس ذوالحجہ یوم النحر کی صبح رمی جمرہ کے شروع کرنے سے پہلے پہلے تک کہے۔ رمی شروع کرتے ہی بند کر دے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن نماز صبح تک پڑھے پھر پڑھنا بند کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور فقہائے مدینہ کا مذہب ہے کہ عرفہ کے دن زوالِ آفتاب تک تلبیہ کہے اور وقوفِ عرفہ کے شروع ہونے کے بعد نہ کہے۔ امام احمد اسحاق اور بعض سلف کا خیال ہے کہ رمی جمرہ عقبہ سے فراغت تک کہے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کی دلیل یہی مذکورہ حدیث ہے اور دیگر احادیث صحیحہ بھی ہے لیکن

مخالفین کے پاس کوئی معقول دلیل نظر نہیں آتی اور مذکورہ حدیث کے لفظ (لم یزل) سے شک ہوتا ہے کہ اس سے امام احمد اور اسحاق کا مذہب صحیح ہے لیکن نہیں کیونکہ اس شک کو نسائی کی یہ روایت دور کرتی ہے (فاذا رمی قطع التلبية) یعنی ادھر رمی شروع ہوئی اور پہلی کنکری ماری اور ادھر تلبیہ ختم۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۲۲۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۵۷)......استلام کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک رمل کیا۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِلَامِ حديث نمبر ۲۴۵)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی کتابوں میں اپنی سندوں سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۴۱۱ باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة (مكتبة الحسن)

(۲) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۷۴ باب الرمل من الحجر الی الحجر (قدیمی)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۶۰ باب فی الرمل (اقرأ قرآن کمپنی)

(۴) سنن ابن ماجة ص۲۱۱، باب الرمل حول البيت (قدیمی)

(۵) سنن النسائی جلد۲ ص۳۸ باب الرمل من الحجر الی الحجر (قدیمی)

(۶) مجمع الزوائد جلد۳ ص ۲۳۹

(۷) مسند حارثی جلد۱ ص ۱۳۹، حدیث نمبر ۳۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے عطاء، تیسرے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

رمل کہتے ہیں سینہ تان کر شانوں کو ہلاتے ہوئے تیز تیز قدم چلنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چار میں حسب عادت رفتار میں چلے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ رہی وہ روایت جو صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر دو رکنوں کے درمیان صرف مشی (چلنا) ہے تو یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما والی حدیث سے منسوخ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ کیونکہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں عمرۃ القضاء کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سن ۷ ہجری میں فتح مکہ سے پہلے وقوع پذیر ہوا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل فرمایا لہٰذا چونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث دوسرے واقعہ (حجۃ الوداع) کو بیان کرتی ہے اس لیے اب یہی قابل عمل ہے۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۲۵ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۸)......رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

(مسند حصکفی باب فضیلة العمرة فی رمضان حدیث نمبر ۲۵٤)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۲۹ باب عمرة فی رمضان (مکتبه المیزان)

(۲) صحیح مسلم جلد۱ ص۴۰۹ باب فضل العمرة فی رمضان (مکتبه الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۲۱۵ باب العمرة فی رمضان (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۱۸٦، باب ماجاء فی عمرة رمضان (قدیمی)

(٥) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۷۲ باب العمرة (اقرأ قرآن کمپنی)

(٦) داری جلد۲ ص٥۲

(۷) مسند امام احمد جلد٤ ص۷۷، ۱۸٦

(۸) کامل للبغوی جلد٦ ص۲۰٦٦

(۹) نصب رایه جلد۲ ص٥٦

(۱۰) کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۲۹۰

(۱۱) مجمع الزوائد جلد۳ ص۲۸۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پیچھے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

عمرہ کی فضیلت و برتری بہت سی روایات میں وارد ہوئی ہے۔ موطا امام مالک ؒ میں روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں حج کے لیے پوری طرح تیار ہو چکی تھی۔ مگر مجھ کو کوئی عارضہ پیش آ گیا تھا۔ حج کی ادائیگی سے قاصر رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ رمضان میں عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔ مقصد کلام کا یہ ہے کہ عمرہ کو حج سے کم تر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ایک بابرکت اور سعادت کا عمل ہے اگر رمضان کے مہینہ میں اس کو ادا کیا جائے جو خود ایک مبارک مہینہ ہے تو عمرہ کی فضیلت اس مبارک مہینہ کی فضیلت سے مل کر ایک حج کے برابر اللہ کے نزدیک شمار ہوتی ہے گویا اس طریقہ سے عمرہ کی ادائیگی کی طرف زبردست ترغیب دلائی ہے۔ اس حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان میں عمرہ کرے گا اس کو حج کے برابر ثواب ملے گا۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۲۳۴ ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۵۹)......رکاز کا حکم

ابو حنیفه عن عطاء عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الرکاز ما رکزه الله تعالٰی فی المعادن الذی ینبت فی الارض.

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکاز وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے

کانوں میں گاڑا ہوگا جو پیدا ہوتی ہے زمین میں۔

(مسند حصکفی کتاب الزکوٰۃ، باب الرکاز حدیث نمبر ۱۹۸)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۱٤۸، حدیث نمبر ٤٦، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) کنز العمال حدیث نمبر ٥۰۹٦۱

(۲) سنن الکبریٰ للبیہقی جلد٤ ص۱٥۹

(۳) مسند امام اعظم للحصکفی ص۱۰٦ (مکتبۃ المیزان)

(٤) مجمع الزوائد جلد۲ ص۷۸

(٥) کامل لابن عدی جلد۲ ص۸۳٤

(٦) سنن کبریٰ للبیہقی جلد٤ ص۱٥۲

(۷) مسند ابی یعلی للموصلی حدیث نمبر ٦٦۰۹

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

رکاز سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کان ہے اور اہلِ حجاز کے نزدیک اہل جاہلیت کا دفینہ یعنی وہ چیزیں جو زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے زمین میں دفن کر دیا تھا۔ پہلا معنی حدیث کے سیاق کے مطابق زیادہ مناسب ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکاز کے بارے میں پوچھا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا سونا اور چاندی، اللہ تعالیٰ نے جب زمین بنائی تھی اس وقت سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے جانا

چاہیے کہ کان میں جو چیزیں نکلتی ہیں وہ تین قسم کی ہیں۔

(۱)......ایک تو جمی ہوئی ہوتی ہے جو پگھلنے اور منطبع ہونے کے لائق ہوتی ہے۔ یعنی جس پر سکے وغیرہ کا نقش ہو سکے جیسے سونا، چاندی اور لوہا وغیرہ اور اس کے مانند چیزیں۔

(۲)......دوسری وہ چیزیں جو جمی ہوئی نہیں ہوتی۔ جیسے تیل، پانی، رال، گندھک وغیرہ۔

(۳)......تیسرے جو منطبع نہ ہو سکیں جیسے چونا اور ہڑتال اور پتھر یا قوت وغیرہ

امام صاحب کے نزدیک ان میں صرف پہلی قسم میں خمس واجب ہے اور اس میں ایک سال کا گزرنا شرط نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے چاندی میں خمس (پانچواں حصہ) واجب ہے دوسری چیزوں میں نہیں ہے یعنی معدنیات میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص ۲۱۹ مکتبہ العلم)

(۶۰)......رات کے اکثر حصے میں قیام کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ لَمْ یَقْنُتْ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا یَدْعُوْ عَلٰی عُصَبَةَ وَذَکْوَانَ ثُمَّ لَمْ یَقْنُتْ اِلٰی اَنْ مَاتَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس دن قنوت پڑھی جس میں عصبہ اور ذکوان نامی قبائل پر بددعا فرماتے تھے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک قنوت نہیں پڑھی۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوۃ باب الْقُنُوْتِ فِی الْفَجْرِ حدیث نمبر ۱۱۴)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۲۹۳، حدیث نمبر ۵۹۸، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اگر چہ الفاظ کی کمی زیادتی ہے لیکن نفس مسئلہ مضمون بعینہ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی حدیث میں ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲۰٤ باب القنوت فی الصلوٰۃ (اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) بیھقی جلد۲ ص۲۱۳

(۳) مجمع الزوائد جلد۲ ص۱۳۷

(٤) طحاوی جلد۱ ص۱٦۸

(۵) مسلم جلد۱ ص۲۳۷ باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات (مکتبة الحسن)

(٦) بخاری جلد۱ ص۱۳٦ باب القنوت قبل الرکوع وبعده (المیزان)

(۷) سنن النسائی جلد۱ ص۱٦۳ باب القنوت بعد الرکوع ص۱٦٤ باب ترك القنوت (قدیمی)

نوٹ:

مذکورہ تمام کتابوں میں ''اربعین'' کے بجائے شہراً کا لفظ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب کے استاد عطیہ بن سعد بن جنادہ کوفی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ (**تنسیق النظام ص۷۳ مکتبة المیزان**)

عطیہ عوفی متکلم فیہ راوی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں صدوق کہا ہے۔

(تقریب جلد اص ۶۷۸ (قدیمی)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عطیہ اجلاء تابعین میں سے ہیں۔

(تنسیق النظام ص ۷۳ مکتبۃ المیزان)

عطیہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

(تهذيب الكمال جلد۲۰ ص ۱۴٦ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

عطیہ کی وفات سن ۱۲۲ہجری میں ہوئی۔ (تقریب جلد اص ۶۷۸ (قدیمی)

حدیث کی سند میں تیسرے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس دن صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی ہے اور بعض روایت میں ایک مہینے کا ذکر ہے اور ابو داؤد اور نسائی میں روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی اور چھوڑ دی۔ تو امام صاحب سے مروی یہ مذکوہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وتر کے علاوہ فرض نمازوں میں روزانہ اور ہمیشہ قنوت نازلہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ جب مسلمانوں کو کسی حادثہ نے آلیا ہو یا کوئی وبا مثلاً قحط یا کسی کو دشمن کے حملہ کا خوف ہو تو پھر یہ پڑھی جائے گی ورنہ دیگر امن وامان کے حالات میں بالکل نہیں پڑھی جائے گی۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد اص ۹۴۷ مکتبہ العلم)

(۶۱)......اداءِ حج میں جلدی کرنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیُعَجِّلْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جوشخص حج کا ارادہ کرنا چاہیے کہ اس ارادہ کی تکمیل میں جلدی کرے۔

(مسند حصکفی کتاب الحج، باب التعجیل فی الحج، حدیث نمبر ۲۲۰)

تخریج حدیث:

اس حدیث کوبھی محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۲٤۳ باب فی التجارة فی الحج (اقرأ قرآن کمپنی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۲۰۷ باب الخروج الی الحج (قدیمی)

(۳) مسند امام احمد جلد۱ ص۲۱٤، ۳۲۳، ۳۵۵

(٤) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد٤ ص۳٤۰ باب یستحب من تعجیل الحج اذا قدر علیه

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۸ ص۲۸۸

(٦) تاریخ بغداد جلد۵ ص٤۷

(۷) سنن دارمی جل۲ ص۲۸

(۸) مستدرك حاکم جلد۱ ص٤٤۸

(۹) امالی لابن سمعون جلد۲ ص۱۸۵

(۱۰) دولابی جلد۲ ص۱۲

(۱۱) دارمی جلد۲ ص٤۵، حدیث نمبر ۱۷۸٤

(۱۲) مسند حارثی جلد۱ ص ۳۹۱، حدیث نمبر ۵۹۵، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ جو شخص حج کرنے پر قادر ہو پس اس کو چاہیے کہ جلدی کرے اور فرصت کو غنیمت جانے اس لیے کہ اس کی تاخیر میں بہت سی آفتیں ہیں اور ہمارے مذہب کی صحیح روایت اور امام مالک اور احمد سے یہ ہے کہ حج علی الفور واجب ہے یعنی جب حج فرض ہو جائے اور جانے کا موسم آجائے۔ اور قافلہ بہم پہنچے اگر قافلہ کی ضرورت ہو تو اس سال حج کرے۔ دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے اگر کئی سال تک تاخیر کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ پھر اگر اسباب جاتا رہے تو قرض اس کے ذمے رہے گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب علی التراخی ہے یعنی اخیر عمر تک جائز ہے جیسے کہ نماز کی تاخیر آخری وقت تک جائز ہے۔ مگر جب حج کے فوت ہونے کا گمان ہو تو تاخیر نہ کرے۔ اگر کوئی شخص حج فرض ہونے کے بعد مر گیا اور اس نے حج نہ کیا تو وہ تمام کے نزدیک گنہگار ہوا اور ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ اگر وہ حج نہ کرے اور اس کا مال ضائع ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مال قرض لے۔ اگرچہ اس کے ادا پر وہ قادر نہ ہو اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مواخذہ نہیں کرے گا بشرطیکہ وہ ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔ جب قادر ہوں گا تو ادا کروں گا۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد۲ ص ۶۹۴ مکتبہ العلم)

(۶۲)...... باندی کی طلاق

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَاقُ الْأَمَۃِ اثْنَتَانِ وَعِدَّتُہَا حَیْضَتَانِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باندی کی طلاق دو مرتبہ ہے اور اس کی مدت دو حیض ہیں۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْاَمَۃِ، حدیث نمبر ۲۹۲)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۹۳، حدیث نمبر ۵۹۹، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۲٤ باب ماجاء ان طلاق الامة تطليقتان (قديمی)

(۲) سنن ابن ماجة ص۱۵۰، ۱۵۱، باب فی طلاق الامة وعدتها (قديمی)

(۳) عقود الجواهر المنيفة

(٤) دار قطنی جلد٤ ص۳۸

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ لونڈی دو طلاقوں سے مطلقہ ہو کر حرام ہو جاتی ہے جیسے کہ آزاد عورت تین طلاقوں سے حرام ہوتی ہے پس دو طلاقیں اس کے حق میں بمنزلہ

تین طلاق کے ہے اور اس کی عدت دو حیض ہے جیسا کہ آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی اور لونڈی کی ڈیڑھ ماہ ہوگی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طلاق وعدت میں اعتبار عورت کا ہے، مرد کا نہیں پس اگر عورت آزاد ہوگی تو وہ تین طلاق سے حرام ہوگی اور اس کی عدت تین حیض ہوگی اگر چہ وہ کسی غلام کے نکاح میں ہو اور اگر لونڈی ہو تو طلاقیں اس کی دو ہوں گی اور اس کی عدت بھی دو حیض ہوگی اگر چہ اس کا خاوند آزاد ہو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس کے موافق ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں طلاق وعدت میں مرد کا اعتبار ہوگا۔ اگر مرد آزاد ہوگا تو وہ تین طلاقوں سے مغلظہ ہوگی اور اس کی عدت تین حیض ہوگی اگر چہ وہ عورت لونڈی ہو اور اگر مرد غلام ہوگا تو اس کی بیوی دو طلاقوں سے مغلظہ ہو جائے گی اور اس کی عدت دو حیض ہوگی اگر چہ بیوی آزاد ہو۔

یہ روایت اس پر بھی دال ہے کہ عدت حیض سے شمار ہوگی نہ کہ طہر سے جیسا کہ ہمارا مذہب ہے۔

اور اس روایت سے اس پر بھی دلالت ہورہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ثلاثة قروء" میں قروء سے حیض مراد ہے نہ کہ طہر۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد ۳ ص ۴۴۲، ۴۴۳ مکتبہ العلم)

(٦٣)......سود ادھار میں ہوتا ہے

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالتَّمَرُ بِالتَّمَرِ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبوا وَالْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ کَیْلاً بِکَیْلٍ یَدًا بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبوا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ کَیْلاً بِکَیْلٍ وَالْفَضْلُ رِبوا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سونا سونے کے بدلے برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، چاندی کو چاندی کے بدلے برابر وزن کے ساتھ بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، کھجور کو کھجور کے بدلے برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، جو کو جو کے بدلے برابر برابر بیچو، کمی بیشی سود ہوگی، نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر بیچو، کمی بیشی سود ہو گی، ایک روایت میں گندم کا ذکر بھی آیا ہے۔

(مسند حصکفی باب الربو فی النسیئة، حدیث نمبر ۳۳۰)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۷۱، حدیث نمبر ۵۳۰، ۵۴۰، ۵۴۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۰ باب بیع الفضة بالفضة (النمیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۲۴، ۲۵ باب الربا (مکتبة الحسن)

(۳) سنن إبن ماجة ص۱۹۴ باب صرف الذهب بالورق (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۵، باب ما جاء ان الحنطة بالحنطة مثلا بمثل و کراهیة التفاضل فیه، باب ما جاء فی الصرف (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۴۷۶، باب فی حلیة السیف تباع بالدراهم (مکتبة الحسن)

(٦) مؤطا امام مالك ص٥٨٢ باب بيع الذهب بالورق عينا و تبرا (مكتبة الحسن)

(٧) سنن النسائي جلد٢ ص٢٢٠ باب بيع الشعير بالشعير ص٢٢١، باب بيع الدرهم بالدرهم (قديمى)

(٨) مسند امام ابى حنيفة لابى نعيم اصبهانى ص١٩٦

(٩) بيهقى جلد٥ ص٢٢٨، ٢٧٦

(١٠) مسند امام احمد جلد٣ ص٤٩، ٥٠، ٦٦، ٦٧، ٩٧

(١١) ابن جارود حديث نمبر ٦٤٨

(١٢) مستدرك حاكم جلد٢ ص٤٩

(١٣) طحاوى جلد٢ ص٢٣٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

شریعت میں ربو یعنی سود اس اضافے کو کہا جاتا ہے جو عوض سے خالی ہو یعنی وہ اضافہ کسی شیء کے بدلہ میں نہ ہو اور عقد یعنی معاملہ کرتے وقت اس اضافے کی شرط لگائی جائے ربو (سود) اصل میں دو قسم کا ہے۔

(۱)......ربٰو نسیہ یعنی نقد کو ادھار یعنی وعدے کے ساتھ بیچنا جب کہ جنس یا قدر میں مشترک ہو۔

(۲)......ربٰو فضل یعنی تھوڑے کو زیادہ کے بدلے میں بیچنا جب کہ جنس اور قدر ایک ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں قسمیں حرام ہیں۔

یادرکھیے کہ حنفیہ کے نزدیک سود کی حرمت کی علت (وجہ) قدر مع الجنس ہے۔ قدر کا معنی ہے کہ کسی چیز کا کیلی یا موزونی ہونا یعنی وہ چیز کیل کر کے یا وزن کر کے بیچی جاتی ہو اور جنس سے مراد کسی شیٔ کی حقیقت ہے۔ مثلاً گندم کا گندم ہونا، چاول کا چاول ہو وغیرہ لہٰذا

جہاں دو چیزیں قدر اور جنس میں متحد ہوں گی تو وہاں کمی وبیشی اور ادھار کے ساتھ لین دین حرام سود ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات بیان فرمائی ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا حرام ہے کیونکہ دونوں ایک جنس بھی ہے اور قدر بھی ہے اگر دونوں علتیں موجود نہ ہو تو کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز تو ہوگا لیکن ادھار پھر بھی حرام ہے۔ مثلاً گندم کی بیع چاول کے بدلے میں تو یہ کمی بیشی کے ساتھ بالکل جائز ہے کیونکہ یہاں دونوں علتیں موجود نہیں بلکہ صرف ایک علت ہے۔ اور وہ قدر ہے (یعنی موزونی ہونا) جنس نہیں ہے کیونکہ چاول الگ جنس ہے اور گندم الگ جنس ہے تو اس قسم کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ تو جائز ہے لیکن ادھار بیع کرنا جائز نہیں۔ ادھار کی صورت میں سود کی علت نہ بھی پائی جائے پھر بھی بیع (خرید وفروخت) حرام ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق ترمیم واضافہ جلد ۳ ص ۹۷ مکتبہ العلم)

(۶۴)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصداً جھوٹی بات کی نسبت کرنے پر سخت وعید کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے اسے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالینا چاہیے۔

(مسند حصکفی کتاب العلم، باب مَا جَاءَ فِی تَغْلِيْطِ الْكِذْبِ علی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر ۳۸)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۴۷۷، حدیث نمبر ۵۵۲، مکتبہ امدادیہ مکہ

مکرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۱، باب اثم من کذب علی النبی صلی الله علیه وسلم (المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۷، باب تغلیظ الکذب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۱٤، باب التشدید فی الکذب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم (مکتبة الحسن)

(٤) سنن ابن ماجة ص۵، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم (قدیمی)

(۵) جامع الترمذی جلد۲ ص۹٤، باب ماجاء فی تعظیم الکذب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، ص۱۲۳، باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برایه، ص۵۱، ابواب فتن (قدیمی)

(٦) سنن دارمی جلد۱ ص۷٦، ۷۷، باب اتقاء الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم والتثبت فیه

(۷) مستدرك حاکم جلد۱ ص۷۷، ۱۰۲

(۸) سنن الکبری للبیهقی جلد۳ ص۲۷٦

(۹) مشکل الآثار لطحاوی جلد۱ ص٤۰

(۱۰) معانی الآثار لطحاوی جلد۳ ص۱۲۸، ۲۹۵

(۱۱) مسند امام احمد جلد۳ ص۱۱۲، ۲۰۳

(۱۲) مجمع الزوائد جلد۱ ص۱٤۲، ۱٤۸

(۱۳) فتح الباری جلد۱ ص۲۰۳، ۲۰٤

(۱٤) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۲۵، ۱۹۵

(۱۵) مسند ابی حنیفه لابن خسرو بلخی جلد۱ ص٤۷۲

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا انجام بیان کیا ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیث بیان کرنے میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ جب انسان کو پوری تسلی اور یقین ہو جائے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ جب تک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اطمینان نہ ہو اس وقت تک لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے صرف اس کو بیان کرنا چاہیے جس کے بارے میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا یقین یا غلبہ ظن ہو۔ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط نسبت ہو جائے کیونکہ جھوٹ اور غلط نسبت پر شدید وعید مذکور ہے۔ (ماخوذ مظاہر حق جلد۱ ص۳۱۳)

(٦۵)......شفاعت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الشَّفَاعَةُ یُعَذِّبُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ یُخْرِجُ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُؤْتٰی بِهِمْ نَهَرًا یُقَالُ لَهُ الْحَیَوَانُ فَیَغْتَسِلُوْنَ فِیْهِ ثُمَّ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَیُسَمَّوْنَ

فِی الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِیِّیْنَ ثُمَّ یَطْلُبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَیُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمَ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ یُخْرِجُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَوْمًا مِنْ اَهْلِ النَّارِ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ وَالْقِبْلَةِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ فَیُؤْتٰی بِهِمْ نَهْرًا یُقَالُ لَهُ الْحَیَوَانُ فَیُلْقَوْنَ فِیْهِ فَیَنْبُتُوْنَ بِهٖ كَمَا یَنْبُتُ الثَّعَارِیْرُ ثُمَّ یُخْرِجُوْنَ مِنْهُ وَیُدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ فَیُسَمُّوْنَ فِیْهَا الْجَهَنَّمِیِّیْنَ ثُمَّ یَطْلُبُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُذْهِبَ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمَ فَیُذْهِبَ عَنْهُمْ. وَزَادَ فِیْ اٰخِرِهٖ وَعُتَقَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی - وَرَوٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَبِیْ رُوْبَةَ شَدَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ عوفی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ''مقام محمود'' والی آیت میں ''مقام محمود'' سے مراد ''شفاعت'' ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی ایک جماعت کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرے گا، اس کے بعد میری سفارش پر انہیں جہنم سے رہائی نصیب ہوگی، جہنم سے رہائی کے بعد انہیں ''حیوان'' نامی ایک نہر پر لایا جائے گا' وہ اس میں غسل کریں گے' پھر جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت میں انہیں ''جہنمی'' کہہ کر پکارا جائے گا' پھر وہ اللہ سے درخواست کریں گے تو یہ نام بھی ان سے دور کر دیا جائے گا۔

ایک دوسری روایت میں بھی یہی مضمون آیا ہے جس کے...... میں یہ اضافہ بھی ہے اس کے بعد انہیں ''اللہ کے آزاد کردہ لوگ'' کہا جانے لگے گا' نیز امام صاحب نے اس روایت کو

ایک دوسری سند سے بھی نقل کیا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الایمان، باب مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ حدیث نمبر ۲۵)

(مسند حارثی جلد۱ ص ۳۸٤، حدیث نمبر ۵۷۵، ۵۷٦، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے الفاظ کی کمی زیادت کے ساتھ اپنی کتابوں میں اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ اگرچہ الفاظ کی کمی زیادتی ہے لیکن مفہوم و معنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۱۰٤ باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار (مکتبة الحسن)

(۲) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۲٤

(۳) جامع المسانید لامام خوارزمی جلد۱ ص۱٤۷

(٤) مشکوة جلد۲ ص۵۰۱، باب الحوض والشفاعة (مکتبہ رحمانیہ)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔ یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو مختلف سندوں سے نقل فرمائی ہے اور دونوں سندوں سے یہ روایت ''ثنائیات'' کے درجے میں آتی ہے ایک سند میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عطیہ ہیں اور دوسری سند میں شداد میں عبدالرحمن ان کے استاذ ہیں۔

شرح حدیث:

شفاعت کے بارہ میں جو ہم معنی احادیث وارد ہیں وہ تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں ان ہی میں ابی سعید سے امام مسلم ایک لمبی حدیث لائے ہیں جو اسی کے ہم معنی ہے۔ بزاز ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے بسند ثقات حدیث مرفوع روایت کرتے ہیں۔ طبرانی اوسط میں مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت لاتے ہیں اور اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے الفاظ کا کہیں کہیں اختلاف ہے۔ مضمون تقریباً ایک ہی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کنز مدفون میں شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ اقسام بیان کرتے ہیں۔ ایک وہ جو شفاعت عظمیٰ کے نام سے موسوم ہے جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام میں آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ اس وقت کی جائے گی کہ ساری مخلوق کے معدنیات فیصل ہوتے ہوں گے۔ دوسری وہ شفاعت جو اس امت کا حساب جلد لینے کے لیے کی جائے گی۔

چنانچہ ابن ابی الدنیا نے ایک لمبی مرفوع حدیث ان الفاظ سے نقل کی ہے کہ اے میرے رب ان کا حساب جلد لیجیے تو وہ بلائے جائیں گے تیسری وہ شفاعت جو ان لوگوں کے بارہ میں کی جائے گی جن کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ پھر وہ اس شفاعت سے نجات پائیں گے۔ ابن ابی الدنیا نے اس کی بھی ایک مرفوع حدیث میں روایت کی ہے۔ بدیں الفاظ کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت کو دوزخ کا حکم ملے گا تو کہنے لگیں گے۔ اے محمد! سفارش کیجیے میں فرشتوں سے کہوں گا۔ ذرا ان کو روکے رکھو پھر میں چلا جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ سے حاضری کی درخواست کروں گا۔ تو مجھ کو سجدہ کی اجازت ملے گی پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان کو نکال لاؤ۔ چوتھی وہ شفاعت جو کہ آپ اپنے چچا حضرت ابی طالب کے حق میں فرمائیں گے کہ ان کا عذاب گھٹ جائے۔ پانچویں وہ شفاعت جو آپ چند اقوام کے بارہ میں فرمائیں گے کہ وہ ملا جو سب جنت میں جائیں۔ قاضی عیاض نے اس کا ذکر کیا ہے۔ چھٹی وہ شفاعت جو آپ ان سب کے جنت میں داخل ہونے کے بارہ میں کریں گے۔ جن کو جنت کا حکم مل چکا ہے۔ ساتویں وہ شفاعت جو آپ جنتیوں کے بارہ میں فرمائیں گے کہ ان کے درجات بلندیوں اور ان کے اعمال سے زائد ان کو اعزاز نصیب ہو۔

معتزلہ اس شفاعت کو مانتے ہیں۔ آٹھویں وہ شفاعت جو آپ مرتکبین گناہ کبیرہ کے حق میں فرمائیں گے جو دوزخ میں بھیجے جا چکے ہیں اور وہ آپ کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ (ماخوذ شرح مسند امام اعظم ص ۵۹ محمد سعید اینڈ سنز)

مقام محمود کی تشریح وتعریف کے سلسلے میں محدثین اور مفسرین نے تفصیلی کلام فرمایا ہے لیکن ہم ان تمام اقوال کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے ''مقام محمود'' کی تعریف یوں بھی کر سکتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام امتیازات جو قیامت کے دن ساری کائنات کے سامنے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائیں گے اور آپ کی وہ تمام خدمات جو ہر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہوگا اور آپ کی وہ تمام خوبیاں جن پر خالقِ کائنات بھی آپ کی مدح سرائی کرتا ہے، ان امتیازات وخدمات اور خوبیوں کو ''مقامِ محمود'' کہتے ہیں۔

(٦٦)......فراست مومن کا بیان

حَمَّادٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ الْمُتَفَرِّسِيْنَ.

ترجمہ:

حماد اپنے والد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ بمعنی فراست والے۔

(مسند حصكفی كتاب التفسير، باب مَا جَاءَ فِی فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ حديث نمبر ٥٠٢)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الترمذی جلد۲ ص۱٤٥، باب سورۃ الحجر (قدیمی)

(۲) میزان الاعتدال لذھبی جلد٥ ص١١٥٤

(۳) الفوائد لشوکانی حدیث نمبر ۲٤۳

(٤) الدر المنثور جلد٤ ص١٠٣

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اللہ کے نور سے دیکھنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں پہلا یہ کہ مؤمن ایمان کی بدولت اور مجاہدہ اور ریاضت کے طفیل سے درجہ ولایت کو پہنچتا ہے اور کرامت کے طور پر بعض بعض واقعات و حالات اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحیح دلائل کی روشنی میں اور تجربوں کے ماتحت اس کو ہر چیز کے بارہ میں صحیح علم بخشتے ہیں اور عاقبت اندیشی اور دور اندیشی میں اس میں بلند درجہ کی پیدا ہو جاتی ہے اور زندگی میں وہ اپنے لیے صحیح تر راستہ دریافت کر لیتا ہے۔ (ماخوذ مسند امام اعظم مترجم ص۳۹۹ محمد سعید اینڈ سنز)

(٦٧)...... پانی جس چیز سے ہٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سمندر

جس چیز سے ہٹ جائے اسے کھالو۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمه، باب مَا جَزرَ عَنهُ المَاءُ حدیث نمبر ۴۰۱)

(مسند حارثی جلد۱ ص۳۹۱ حدیث نمبر ۵۹۶، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۳٤، باب فی اکل الطافی من السمك (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابن ماجة ص۲۳٤، باب الطافی من صید البحر (قدیمی)

(۳) مصنف ابن شیبة جلد۵ ص۳۸۱، باب ما قذف به فی البحر و جزر عنه الماء

(٤) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۹ ص۲۵٦، باب من کره اکل الطافی

(۵) سنن دار قطنی جلد٤ ص۲۹۸

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر آ جائے اس کے علاوہ سب مچھلیاں حلال۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ جس مچھلی کو تم زندہ شکار کرو تو اس کو کھاؤ۔ اور جس کو تم مردہ پانی میں تیرتی ہوئی پاؤ اس کو مت کھاؤ۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم از مولانا سعد حسن ص ۳۴۳ محمد سعید اینڈ سنز)

(۶۸)......جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ حدیث نمبر ٤٦٧)

(مسند حارثی جلد١ ص٣٩٠ حدیث نمبر٥٩٣، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(١) جامع الترمذی جلد٢ ص١٧، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیك (قدیمی)

(٢) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٦٦٢ باب فی شکر المعروف (مکتبة الحسن)

(٣) مجمع الزوائد جلد٨ ص١٨١

(٤) الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ٢١٨

(٥) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ٢٠٧٠

(٦) مسند طیالسی ص٣٢٩، حدیث نمبر ٢٤٩١

(٧) لمسند امام احمد جلد ٢ ص٢٩٥، ٣٠٢، ٣٨٨، ٤٩٢

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راوی کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

ملا علی قاری اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ظاہر ہے جس نے بندے کا تھوڑا سا احسان نہ مانا اس کا شکریہ ادا نہ کیا تو وہ کس طرح اللہ کے زبردست اور لاتعداد احسانات کا شکر ادا کرے گا۔ یا فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ بندوں کے احسانات بھی چونکہ دراصل اللہ ہی کے احسانات ہیں۔ اس لیے جس نے بندوں کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کیا تو اس نے گویا اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۴۷۳ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(٦٩)......خطبہ سے پہلے بیٹھنے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جَلَسَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ جَلْسَةً خَفِيْفَةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر رونق افروز ہوتے تو خطبہ سے قبل تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے تھے۔

(مسند حصکفی کتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِی الْجَلْسَةِ قبل الخطبة حديث نمبر ١٤٠)

(مسند حارثی جلد١ ص٣٩٤ حديث نمبر٦٠٠، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

(١) سنن ابی داؤد جلد١ ص١٥٦، باب الجلوس اذا صعد المنبر (اقرأ

قرآن کمپنی)

(۲) بخاری جلد۱ ص۱۲٤، باب الاذان یوم الجمعة (مکتبة المیزان)

بخاری والی روایت مذکورہ حدیث کے لیے بطور شواہد کے ہے۔ بخاری والی روایت میں مرکزی راوی سائب بن یزید نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے کا عمل بیان فرما رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ایسا ہوتا تھا کہ امام خطیب اذان (خطبہ) سے پہلے منبر پر آ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے تینوں راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۷۰)......عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ الْعَوْفِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ عَلٰی عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح میں رکھ کر نکاح نہ کیا جائے۔ (دونوں کو جمع نہ کیا جائے)

(مسند حارثی باب لا یجمع بین المرأة وعمتها وخالتها حدیث نمبر ۲٦۸)

(مسند حارثی جلد۱ ص۳۹۲ حدیث نمبر ۵۹۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۲ ص۷۶٦، باب لا تنکح المرأة علی عمتها (المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۴۵۲، ۴۵۳، باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها او خالتها (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱٤، باب ما جاء لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۸۱، باب تحریم الجمع بین المرأة وخالتها (قدیمی)

(۵) سنن ابن ماجة ص۱۳۸، ۱۳۹، باب لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (قدیمی)

(٦) مسند ابی حنیفة لابن خسرو البلخی جلد۲ ص۸۲۱، حدیث نمبر ۱۲٦۲

(۷) کتاب الآثار لامام محمد ص۳٤٤

(۸) مصنف ابن ابی شیبة جلد۳ ص۵۲٦، باب فی المرأة تنکح علی عمتها او خالتها

(۹) مسند ابی حنیفة لابی نعیم اصبهانی ص۱۹۱

(۱۰) سنن المجتبی جلد٦ ص۹۸ باب تحریم الجمع بین المرأة وخالتها، حدیث نمبر ۳۲۹۷، ۳۲۹۸

(۱۱) مسند امام احمد جلد۱ ص۷۷، حدیث نمبر ۵۷۷

(۱۲) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ ص۲۱۸، حدیث نمبر ٦۹۰۸

(۱۳) عقود الجواهر المنیفة جلد۱ ص۱٤۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث کی تشریح پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

(۷۱)......کیا کوئی مسلمان کسی عیسائی کا وارث ہوسکتا ہے؟

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِیَّ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ عَبْدُهٗ اَوْ اَمَتُهٗ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابو زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان عیسائی کا وارث نہیں ہوسکتا الا یہ کہ وہ اس کا غلام یا باندی ہو۔

(مسند حصکفی کتاب الوصایا، باب هَلْ یَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِیَّ؟ حدیث نمبر ۵۱۶)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵۵ حدیث نمبر ۵۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری جلد۱ ص۱۰۰، باب لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۳۳، کتاب الفرائض (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۲ ص۳۱، باب فی ابطال المیراث بین المسلم

والكافر (قديمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٤٠٣، باب هل یرث المسلم الکافر والکافر المسلم (مکتبة الحسن)

(٥) سنن ابن ماجة ص١٩٥، باب میراث اهل الاسلام فی اهل الشرك (قديمی)

(٦) دارمی جلد٢ ص٣٦٩

(٧) مؤطا امام مالك ص٦٦٦، باب میراث اهل الملل (مکتبة الحسن)

(٨) دار قطنی جلد٤ ص٧٤، حدیث نمبر 456

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ ابوزبیر مکی ہیں اور حکیم بن حزام بن خویلد قرشی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ابوزبیر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام مالک، ثوری، عبیداللہ بن عمر رحمہم اللہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ مکہ کے تابعی ہیں۔ (تنسیق النظام ص٧٢ مکتبة المیزان)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کو یعقوب بن شیبہ نے ثقہ کہا ہے۔ اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے فرمایا کہ میں نے ابن مدینی سے ابوزبیر کے بارے میں سوال کیا تو ابن مدینی نے فرمایا کہ ابوزبیر ثقہ ہیں۔ اور ہشیم نے حجاج کے حوالے سے فرمایا اور ابن ابی لیلیٰ نے عطا کے حوالے سے فرمایا کہ حجاج اور عطاء فرماتے ہیں کہ ہم جابر بن

عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو جب ہم ان کے پاس سے نکلے تو ہم نے ان سے سنی ہوئی حدیثوں کا مذاکرہ کیا تو ابوزبیر نے ہم سے زیادہ حدیثیں یاد کی تھیں۔ عثمان دارمی نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ سے ابوزبیر کے متعلق کہا تو یحییٰ نے فرمایا کہ ابوزبیر ثقہ ہیں۔ عثمان فرماتے ہیں کہ پھر میں نے کہا کہ آپ کے نزدیک محمد بن منکدر زیادہ محبوب ہیں یا ابوزبیر تو یحییٰ نے فرمایا کہ دونوں ہی ثقہ ہیں اور ابن سعد نے فرمایا کہ ابوزبیر کثیر الحدیث ثقہ راوی تھے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴۳ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

اس حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مسلمان اور کافر کے درمیان مسئلہ توارث کی مختصر وضاحت یہ ہے کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔ البتہ اس میں ضرور اختلاف ہے کہ آیا مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے یا نہیں۔ جمہور صحابہ و تابعین وائمہ اربعہ کا یہ ہی مسلک ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ ان کی حجت یہ ہی حدیث ہے یا اس جیسی احادیث جو کتب صحاح میں وارد ہیں کہ ان میں توریث سے صاف انکار ہے سوا اس صورت کے کہ نصرانی مرد غلام ہو یا نصرانی عورت۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ توریث کے قائل ہیں۔ اور وہ اس حدیث کو پیشِ نظر رکھتے ہیں کہ "الاسلام یعلوا ولا یعلی" کہ اسلام غالب رہتا ہے نہ مغلوب مگر یہ دلیل قوی نہیں کیونکہ اس حدیث میں محض فضیلت اسلام کا ذکر ہے۔ نہ ارث کا بخلاف احادیث مذہب اول کے کہ ان میں ارث سے صاف انکار ہے۔ پھر ارشاد الساری میں ہے کہ اگر نصرانی مسلمان کا غلام ہو تو مسلمان نصرانی کے مرنے کے بعد اس کے مال کا حق دار اس لیے بنتا ہے کہ غلام کا مال اس کی ملک نہیں۔ وہ دراصل اس کا آقا ہے تو گویا مسلمان آقا ہونے کے

سبب اس کے مال کا مستحق بنتا ہے۔نہ وارث ہونے کی حیثیت ہے۔
(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۴۰۹ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۲)......تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہونے کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ يَدْخُلَ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ وَمَنْ لَمْ يَسْتُرْ عَوْرَتَهُ مِنَ النَّاسِ كَانَ فِي لَعْنَةِ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْخَلْقِ أَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی ایسے شخص کے لیے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، حلال نہیں کہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل ہو اور اس نے اپنی شرمگاہ کو لوگوں سے چھپا نہ رکھا ہو، کیونکہ ایسا کرنے والا اللہ کی، فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت میں ہوتا ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الادب، باب مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ حديث نمبر ٤٦٣)

(مسند حارثی جلد١ ص١٦١ حديث نمبر٦٥، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) سنن نسائی جلد١ ص٧٠، باب الرخصة فی دخول الحمام (قدیمی)

(٢) جامع الترمذی جلد٢ ص١٠٧

(٣) کامل لابن عدی جلد٢ ص٢٧٢٨

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں سخت وعید فرمائی ہے جو بغیر کسی شرعی عذر کے اپنا ستر لوگوں کو دکھاتے ہیں بلکہ فرمایا کہ ایسے آدمی پر اللہ کی، فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے یعنی اپنے شرمگاہ کو لوگوں کو بے باکی سے دکھانا اللہ کو سخت ناراض کرتا ہے۔تو پھر فرشتوں اور اللہ کی مخلوق کی پھٹکار لعنت ایسے بندے پر کیوں نہ ہو۔

(ماخوذ شرح مسند امام اعظم مولانا سعد حسن ص ۳۷۳ ترمیم و اضافہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

نوٹ:

یاد رکھیے مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر پورا جسم ہے۔

(۷۳)......سرکہ کی فضیلت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔

(مسند حصکفی کتاب الاطعمة، باب مَا قِيْلَ فِي الْخَلِّ حديث نمبر ۴۱۳)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵۲ حدیث نمبر ۵۳، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی اسناد سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱) صحیح مسلم جلد۲ ص۱۸۲، باب فضیلة الخل (مکتبة الحسن)

(۲) سنن ابی داؤد جلد۲ ص۵۳۵، باب فی الخل (مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۲۳۸، باب الایتدام بالخل (قدیمی)

(٤) جامع الترمذی جلد۲ ص۵ باب ماجاء فی الخل (قدیمی)

(۵) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۷ ص۲۸۰، جلد ۱۰ ص۶۳

(٦) مستدرك حاکم جلد٤ ص٥٤

(۷) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۵٦۹

(۸) مصنف ابن ابی شیبة جلد۸ ص۱٤۹

(۹) مسند دارمی جلد۲ ص۱۰۱

(۱۰) شرح السنة للبغوی جلد۱۱ ص۳۰۹

(۱۱) مسند امام احمد جلد٤ ص٤۰۰

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

سرکہ کی تعریف وتوصیف میں بعینہٖ یہی الفاظ کتب صحاح ستہ میں متعدد طرق سے مروی ہیں ترمذی میں حضرت ام ہانی سے یوں روایت ہے: وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور سوکھی روٹی ہے اور سرکہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاؤ وہی لاؤ، جس گھر میں سرکہ ہو وہ گھر ترکاری سے خالی نہیں۔ بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کو پسند

فرماتے اور یہ طبیعت پاک کو بہت مرغوب تھا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم مولانا سعد حسن ص ۳۴۹ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۴)......مخابزہ سے ممانعت کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَزَةِ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابزہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصكفى باب مَا جَاءَ فِي النهى عن المخابزة حديث نمبر ۲۵۲)

(مسند حارثى جلد۱ ص۱٦٤ حديث نمبر ۷۱، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) صحيح مسلم جلد۲ ص۱۰، ۱۱، باب النهى عن المحاقلة والمزاينة وعن المخابزة (مكتبة الحسن)

(۲) سنن ابى داؤد جلد۲ ص ٤٨٣ باب فى المخابزة (مكتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذى جلد۱ ص۲٤٥، باب ماجاء فى المخابزة والمعاومة (قديمى)

(٤) سنن النسائى جلد۲ ص۲۱۹، باب بيع الزراع بالطعام (قديمى)

(٥) سنن الكبرى للبيهقى جلد٦ ص۱۲۸، ۱۳۳

(٦) مصنف ابن ابى شيبة جلد٦ ص۳٤٥، ۳٤٦

(۷) مشكل الآثار لطحاوى جلد٤ ص۱۹۳

(۸) مسند حمیدی، حدیث نمبر ۱۲۵۵

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے راوی امام صاحب کے استاد ابوزبیر اور تیسرے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں ان تینوں کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

مخابزہ اور مزارعہ یہ دونوں قریب قریب معنی کے الفاظ ہیں۔زمین کو کرایہ پر دینے کی دو صورتیں ہیں۔

(۱)...... زمین کی کسی پیداوار کے بدلے میں مثلاً ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے بدلے میں زمین کو کرایہ پر دینا اس شرط کے ساتھ کہ بیج زمین کے مالک کا ہوگا اس معاملہ کو بیع مزارعہ کہتے ہیں۔

(۲)...... بیع مخابزہ میں بھی بالکل یہی صورت ہوتی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مزارعہ میں بیج زمین کے مالک ہوتا ہے اور مخابزہ میں بیج مالک کا نہیں بلکہ عامل یعنی زمین پر کام کرنے والے مزدور کا ہوتا ہے یہ دونوں صورتیں زمین کا کرایہ پر دینے کی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک اس جیسی احادیث کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم ص ۳۲۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

(۷۵)......شیطان کا فتنہ پیدا کرنا

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عن ابن الزبیر عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم اَنَّهُ قَالَ عَرْشُ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ فَیَبْعَثُ سَرَایَا فَیَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابن زبیر سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں،
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس سمندر پر اپنا عرش
بچھاتا ہے اس کے بعد شیطانوں کے لشکر بھیجتا ہے۔ یہ شیطان لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے
ہیں۔ جس کا فتنہ زیادہ بڑا ہوتا ہے وہ ابلیس کے نزدیک زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

(جامع المسانید جلد۲ ص۱۱۵ حدیث نمبر ۱۱۷)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند امام احمد جلد۳ ص۳۳۲، ۳۸٤. ۳٥٤

(۲) البدایه و النهایه جلد۱ ص۵۸، ۵۹

(۳) مسلم جلد۲ ص۳۷۶، باب تحریش الشیطان وبعثه سر ایا لفتنة الناس (مکتبة الحسن)

(٤) مشکوة جلد۱ ص۱۹ باب فی الوسوسة (مکتبه رحمانیه)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں ہے کہ شیطان اپنی حکومت کا تخت سمندر پر رکھتا ہے بعض علماء نے اس
کو مجاز پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد شیطان کا تسلط اور غلبہ ہے اور بعض دیگر علماء کے نزدیک
اپنے ظاہر اور حقیقت پر محمول ہے کہ شیطان فی الواقع اپنا تخت سلطانی سمندر پر رکھتا ہے اور
پھر اپنی ذریت اور کارندوں کو فتنہ اور فساد کی کاروائیوں کے لیے روانہ کرتا ہے اور جب اس کی
اولاد اور کارندے واپس آ کر اپنی اپنی کارگزاریاں سناتے ہیں تو سب سے زیادہ اس کی

کارگزاری پر خوش ہوتا ہے۔ جس کا فتنہ زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

مسلم جلد ۲ ص ۳۷۶ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ شیطان کا محبوب اور پسندیدہ کام خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا ہے۔ ابلیس اپنے اس کارندے کے کام پر زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جو خاوند اور بیوی کے درمیان فتنہ، فساد، لڑائی اور جدائی ڈال دے کیونکہ میاں اور بیوی کے باہم تنازع سے غیظ وغضب اور غفلت میں ایسے جملے صادر ہو جاتے ہیں کہ جو بیوی کے لیے طلاق بائن کو مستلزم ہوں اور طلاق بائن یا مغلظ کی صورت میں بیوی اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے اور اس سے شیطان کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ خاوند اپنی حماقت اور جہالت کی وجہ سے عورت کو اپنی منکوحہ اور بیوی سمجھتا ہے اور وظیفہ زوجیت اس سے بدستور جاری وساری رکھتا ہے۔ جب کہ حقیقت میں یہ فعل حرام ہوتا ہے اور اس فعل حرام کے نتیجہ میں ناجائز اور حرام کی اولاد پیدا ہوتی ہے جس سے روز بروز حرام زادوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ایسے لوگ پھر دنیا میں فسق وفجور، گناہ ومعصیت فتنہ، فساد اور شرانگیزی کا کارنامہ سرانجام دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں روئے زمین پر فساد اور فتنہ عام ہو جاتا ہے امن اور سکون ختم ہو جاتا ہے۔ الغرض خاوند اور بیوی کا تنازع ایک فتنہ اور فساد نہیں بلکہ یہ فسادات کثیرہ کو مستلزم ہے۔ اس وجہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ا ص ۱۸۱ مکتبۃ العلم)

(۷۶)......کلمہ توحید کی گواہی تک لوگوں سے قتال کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابو زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک وہ "لا الہ الا اللہ" کا اقرار نہ کرلیں، جب وہ اس کا اقرار کر لیں تو سمجھ لیں کہ انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، سوائے اس کلمے کے حق کے، اور ان کا حساب کتاب اللہ کے ذمے ہوگا۔

(مسند حصکفی كتاب الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله حديث نمبر ۷)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵٤ حديث نمبر۵۵، مکتبه امدادیه مکه مکرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۸، باب فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة (مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۳۷، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله (مكتبة الحسن)

(۳) مسند امام احمد جلد۱ ص۱۱، ۱۹، ۳۵، جلد۲ ص ۳۷۷، جلد۳ ص ۳۰۰

(٤) سنن الكبرى للبيهقى جلد۱ ص ۷، ۵٤، جلد۲ ص۳۳، جلد۳ ص۹۲، جلد٤ ص۱۰٤

(۵) مستدرك حاكم جلد۲ ص۵۲۲

(٦) مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ٦۹۱٦، ۱۰۰۲۰، ۱۰۰۲۱، ۱۰۰۲۲

(۷) سنن ابن ماجة ص۲۸۱ باب الكف عمن قال لا اله الا الله (قديمى)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں بھی تینوں راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام صاحب کے استاد حضرت ابوزبیر اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں فرمایاحتی یقولوا لا الہ الا اللہ ایک صورت تو اس کی یہ ہے کہ کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو اب ان کی جانیں اور مال محفوظ ہیں اور امن کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان تو نہ ہوئے۔ لیکن اسلام کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور اسلام کے جھنڈے کے سائے میں امن کے خواہاں ہوئے۔ مثلاً جزیہ قبول کیا۔ صلح کے طالب ہوئے۔ اسلام کے اقتدار اعلیٰ کے سامنے سر جھکا دیا۔ تو یہ صورت بھی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرنے کی ہے۔ گویا یہ بھی اس کلمہ کے اقرار میں داخل ہے۔ **اِلَّا بِحَقِّهَا** سے وہ مواقع مراد ہیں جن میں بسلسلہ تعزیرات اور نفاذِ احکام اسلام پر بھی ان کی جانیں بھی لی جائیں گی اور مال بھی مثلاً کسی کو مار ڈالا تو قصاص لیا جائے گا۔ زنا کاری کے مرتکب ہوئے رجم کیا جائے گا کسی کا مال غصب کر لیا ان کا مال چھینا جائے گا۔ اسی طرح زکوٰۃ وغیرہ میں ان کا مال لیا جائے گا۔ آخر میں فرمایا **وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ** یعنی دلی حالت کے تجسس کا بار ہم پر نہیں۔ اگر زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور دل میں نفاق ریا کاری۔ یا زندیقیت چھپائے رکھی تو اس کی باز پرس ہم سے نہیں۔ ان کے حساب کتاب اور مواخذہ کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اس ذمہ داری سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سبکدوش کیا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کے پیش نظر ملحدوں اور زندیقوں کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے ان کی دلی حالت سے کوئی سروکار نہیں رکھا جاتا۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۴۳ محمد سعید اینڈ سنز)

(۷۷)......ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کی ممانعت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی سے وضو کرے۔

(مسند حصکفی کتاب الطهارة، باب مَا ينهى عن البول فى الماء الدائم، حديث نمبر ۴۲)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵۰ حدیث نمبر۴۹، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد۱ ص۱۳۸، باب النهى عن البول فى الماء الراكد (مكتبة الحسن)

(۲) سنن النسائی جلد۱ ص۲۰، باب الماءِ الدائم ص۴۶، باب النهى عن البول فى الماء الراكد (قديمى)

(۳) بخاری جلد۱ ص۳۷ باب البول فى الماء الدائم (مكتبة الميزان)

(٤) سنن ابن ماجة ص۲۹، باب النهى عن البول فى الماء الراكد (قديمى)

(۵) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۱، باب كراهية البول فى الماء الراكد (قديمى)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۱۰، باب البول فی الماء الراکد

(اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) الکامل لابن عدی جلد۵ ص۱۸۵۸

(۸) سنن الکبریٰ للبیھقی جلد۱ ص۲۳۸، ۲۳۹

نوٹ:

سنن ابی داؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں (فی الماء الراکد) کے الفاظ ہیں جبکہ مذکورہ حدیث میں (فی الماء الدائم) کے اگر چہ لفظ کی تبدیلی ہے لیکن دونوں کا مفہوم و معنی بالکل ایک ہی ہے۔ اسی طرح مذکورہ حدیث کے آخر میں (ثم یتوضأ منہ) ہے جب کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد کے آخر میں (ثم یغتسل منہ) ہے اس قسم کی تھوڑی سی تبدیلی ہے لیکن ان احادیث کا مفہوم و معنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی حدیث کا ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں۔ پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، دوسرے امام صاحب کے استاد ابوزبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور تیسرے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں کھڑے پانی کے اندر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ماء قلیل ہے۔ کیونکہ ماء قلیل وقوع نجاست سے نجس ہو جاتا ہے بخلاف ماء کثیر کے کہ وہ ماء جاری کے حکم میں آتا ہے اور وہ وقوع نجاست سے نجس نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں تغیر نہ ہو۔ لہٰذا اگر تھوڑے پانی میں نجاست گر گئی تو اس سے غسل اور وضو درست نہیں اور اگر ماء کثیر میں نجاست گر گئی تو اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

بعض علماء کے نزدیک ماء کثیر میں پیشاب کرنا منع ہے اگر چہ وہ پانی پیشاب سے نجس

نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر اس میں کوئی آدمی پیشاب کرے گا تو اس کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس میں پیشاب کریں گے۔ جس کے نتیجہ یہ ہوگا کہ سب لوگوں کو اس میں پیشاب کرنے کی عادت ہو جائے گی اور اس قدر کثرت کے ساتھ پیشاب کرنے سے لازماً آہستہ آہستہ اس پانی میں تغیر پیدا ہو جائے گا۔ پانی کے تغیر اور تبدل سے مراد اوصاف ثلاثہ کا تغیر ہے۔ یعنی رنگ، ذائقہ اور بو۔ کیونکہ ان اوصاف کے تغیر سے پانی کی اصل حقیقت اور ماہیت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہو گیا کہ جب ماء قلیل ہو تو اس صورت میں اس میں پیشاب نہ کرنے کی نہی تحریم پر محمول ہے کیونکہ ماء قلیل وقوع نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے اور ماء کثیر کی صورت میں نہی سے مراد نہی تنزیہی ہو گی اور علماء کے نزدیک یہ تمام تفصیل دن کے ساتھ مقید ہے۔ رات کے وقت مطلقاً پانی میں قضائے حاجت اور پیشاب کرنا منع ہے اس کی علت یہ ہے کہ ندی، نالے اور تالاب وغیرہ میں رات کے وقت کیڑے مکوڑے اور دیگر جانور ہو سکتے ہیں اور اس وقت پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے سے تکلیف اور اذیت کا قوی امکان ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد ا ص ۲۶۹ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۷۸)......آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَقًا بِلَحْمٍ ثُمَّ صَلّٰى.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربے میں پکا ہوا گوشت تناول فرمایا

اس کے بعد (جدید وضو کیے بغیر ہی) نماز پڑھ لی۔

(مسند حصکفی کتاب الطهارة، باب مَا جَاءَ فِيما مَسَّتْهُ النَّارُ حديث نمبر ٤٧)

(مسند حارثی جلد١ ص١٦٤ حديث نمبر ٧٠، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(١) مسلم جلد١ ص١٥٧، باب الوضوء مما مست النار

(مكتبة الحسن)

(٢) بخاری جلد١ ص٣٤، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق

(مكتبة الميزان)

(٣) سنن ابی داؤد جلد١ ص٢٥، باب فی ترك الوضوء مما مست النار

(اقرأ قرآن كمپنی)

(٤) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد١ ص٣٨، ٣٩، باب الوضوء مما غيرت النار (مطبع مجتبائی پاکستان)

(٥) سنن ابن ماجة ص٣٧ باب الرخصة فی ذلك (قديمی)

(٦) مؤطا امام مالك ص١٨ باب ترك الوضوء مما مست النار

(مكتبه الحسن)

(٧) سنن النسائی جلد١ ص٤٠، باب ترك الوضوء مما غيرت النار

(قديمی)

(٨) جامع الترمذی جلد١ ص٢٤، باب فی ترك الوضوء مما غيرت

النار (قدیمی)

(۹) الکامل لابن عدی جلد۳ ص ۹۵۶

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راوی ثقہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس مذکورہ حدیث میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوٹوٹتا ہے یا نہیں۔تو جمہور ائمہ کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضونہیں ٹوٹتا۔

دلیل:

جمہور ائمہ کا استدلال اوپر والی مذکورہ حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث سے ہے جو دیگر کتابوں میں موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکا ہوا گوشت تناول فرمایا۔ پھر اس کے بعد بغیر جدید وضو کے نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضونہیں ٹوٹتا۔ یہ حدیث ناسخ ہے کیونکہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل تھا جیسا کہ نسائی ص ۴۰، ابوداؤد ص ۲۵ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

یا یہ کہ جن روایتوں میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے تو وہ حکم وجوب پر نہیں بلکہ استحباب پر محمول ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ وضو کیا ہے اور بعض مرتبہ وضو نہیں کیا اور یہ استحباب کی علامت ہے۔

یا یہ کہ جن روایتوں میں آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے کے بعد وضو کا ذکر ہے اس وضو سے مراد وضولغوی ہے یعنی ہاتھ اور منہ کا دھونا اس کی دلیل ترمذی میں حضرت عکراش رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔اس میں وضولغوی کا ذکر ہے۔

(ماخوذ مظاہر حق جلد اص ۳۶۱ مطبوعہ مکتبہ العلم)

(۷۹)......ایک کپڑے میں نماز کے جواز کا بیان

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لِأَبِي الزُّبَيْرِ غَيْرُ الْمَكْتُوبَةِ؟ قَالَ الْمَكْتُوبَةُ وَغَيْرُ الْمَكْتُوبَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی' اس طرح کہ اسے اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹ لیا' کسی شخص نے راوی حدیث ابولزبیر سے پوچھا کہ یہ واقعہ فرض نماز کا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فرض اور غیر فرض دونوں نمازیں پڑھی ہیں۔

(مسند حارثی کتاب الصلوٰة، باب مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الصَّلوٰة، حدیث نمبر ۸۴)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵۲ حدیث نمبر۵۲، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔ مفہوم و معنی بعینہ وہی ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۵۲، باب الصلوٰة فی الثوب الواحد

(مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۱ ص۱۹۸، باب الصلوٰة فی ثوب واحد

(مکتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۷۳، باب الصلوٰة فی الثوب الواحد. (قدیمی)

(٤) مؤطا امام مالك ص۱۲۲، باب الرخصة فی الصلوٰة فی الثوب الواحد (مكتبة الحسن)

(٥) سنن النسائی جلد۱ ص۱۲٤، باب الصلوٰة فی الثواب الواحد (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۱ ص۹۲، باب جماع اثواب ما يصلی فيه (اقرأ قرآن کمپنی)

(۷) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۲ ص۲۳۸، باب الصلوٰة فی ثواب واحد

(۸) مسند امام احمد جلد۳ ص۳۸٦

(۹) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد۱ ص۳۸۰، باب الصلوٰة فی ثواب واحد.

(۱۰) كتاب الآثار لابی یوسف ص۳٤، حدیث نمبر ۱٦۱

(۱۱) مسند ابی حنيفة لابی نعيم الاصبهانی ص۲٦۹، حدیث نمبر ۱۳۲

(۱۲) مسند ابی حنيفة للحارثی جلد۲ ص۷۸۰

(۱۳) مسند ابی حنيفة لابن خسرو البلخی جلد۱ ص۲٥۳

(١٤) صحيح ابن حبان جلد٥ ص٤٩٦

(١٥) مصنف ابن ابی شيبة جلد۱ ۲۷۷ باب فی الصلوٰة فی الثوب واحد

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

جامع عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف رائے واقع ہوا۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جائز

ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا میں نماز پڑھی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت تھا کہ لوگوں کو کپڑے نصیب نہ تھے۔ مگر جب ان کو فراخی ملی تو اب نماز دو ہی کپڑوں میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ نے حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کی رائے پر فیصلہ دیا۔ لیکن فضیلت کا جہاں تک سوال ہے حق ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ ہے کہ ایک کپڑے میں نماز اسی وقت تھی کہ لوگوں میں تنگی تھی جب خوشحالی نصیب ہوئی اور ایک سے زائد کپڑے نصیب ہوئے تو اب فضیلت نماز کی دو کپڑوں میں ہو گی البتہ ایک کپڑا میں نماز بغیر کسی اختلاف کے جائز ہے۔ اگر دونوں حضرات کے درمیان اختلاف جواز اور عدم جواز کا ہے جیسا کہ بعض جگہ عبارت سے شبہ ہوتا ہے تو پھر حق حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے فیصلہ میں حق بجانب ہیں۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۱۰۴ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۰)......عدت کا بیان

اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسَوْدَةَ حِیْنَ طَلَّقَهَا اِعْتَدِیْ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تو ان سے فرمایا کہ عدت گزارو۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِی الْعِدَّةِ حدیث نمبر ۲۸۶)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵۳ حدیث نمبر ۵۴، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی مذکورہ حدیث کو محدثین نے دیگر کتابوں میں بھی اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسند امام ابی حنیفة لابی نعیم الاصبهانی ص٦٤

(۲) بیهقی جلد۷ ص۳٤۳

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے بھی تینوں راوی ثقہ ہیں ان تینوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ امر مختلف فیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی۔ اور پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے التماس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کیا۔ یا طلاق نہیں دی تھی بلکہ محض ارادہ فرمایا تھا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے التجا کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کا ارادہ ترک فرمادیا۔ آخری شق صحیح تر ہے۔ کیونکہ کتب صحاح وسنن میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کا ارادہ ہی فرمایا تھا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طلاق سے خوفزدہ ہوئیں تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی۔ طبرانی میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنوز مفارقت کا ارادہ ہی فرمایا تھا۔ لہٰذا اس سے پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی تھی بلکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کا پتہ چلا کر اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور ارادہ طلاق کو ترک کرادیا۔

امام بیہقی، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مرسل لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو طلاق دی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے تو

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ مجھ کو مردوں کی حاجت نہیں یعنی فطری تقاضوں سے خالی ہوں۔ مگر میرا ارمان ہے کہ حشر میں آپ کی ازواج میں اٹھوں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت فرمالی۔ ابن سعد بھی اس کے ہم معنی الفاظ سے حدیث لائے ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن اور رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۲۵۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۱)......دو غلاموں کو ایک غلام کے عوض خریدنا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى عَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کے بدلے دو غلام خریدے۔

(مسند حصکفی باب مَا جَاءَ فِي اشْتِرَاءِ الْعَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ، حدیث نمبر ۳۳۱)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵٤ حدیث نمبر ۵٦، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) مسلم جلد ۲ ص۳۰، باب جواز بیع الحیوان بالحیوان من جنسہ متفاضلا (مکتبة الحسن)

(۲) سنن النسائی جلد۲ ص۲۲٦، باب بیع الحیوان بالحیوان یدا بید

متفاضلا (قديمی)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۵، باب ماجاء فی اشتروا العبد بالعبدين (قديمی)

(٤) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤٧٧، باب فی ذلك اذا كان يدا بيد (مكتبة الحسن)

(٥) سنن ابن ماجة ص١٦٤، باب الحيوان بالحيوان نسئية (قديمی)

تحقیق حدیث:

اس مذکورہ حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مذکورہ حدیث میں خریداری ہاتھوں ہاتھ ہے ادھار نہیں تو بیع جائز ہے اس میں سود نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں ہر دو کا عوض ہم جنس تو ہے لیکن ان میں قدر نہیں مطلب یہ کہ غلام نہ کیلی ہے نہ وزنی (کیلی سے مراد ناپی جانے والی چیز اور وزنی سے مراد وزن کی جانے والی چیز) لہٰذا اس قسم کی بیع جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سود کی علت دو چیزیں ہیں۔ (۱) ہم جنس ہونا (۲) قدر یعنی کیلی یا موزونی ہونا اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ وہ ہم جنس بھی ہو اور اس میں قدر بھی پائی جائے تو اگر ایک چیز میں دونوں علتیں پائی جائیں تو ان دونوں کو ایک دوسرے کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا سود ہوگا۔ مثلاً ایک کلو گندم کو دو کلو گندم کے عوض بیچنا جائز نہیں سود ہے کیونکہ اس میں دونوں علتیں پائی جارہی ہیں۔ دونوں ہم جنس بھی ہیں اور موزونی بھی یعنی وزن کی جانے والی اور اگر ایک کلو گندم کو دو کلو چاول کے بدلے میں بیچا جائے تو یہ جائز ہوگا اس میں سود نہیں کیونکہ اس میں سود کی دونوں علتیں نہیں پائی جارہیں صرف ایک ہے کہ دونوں موزونی تو ہیں لیکن ہم جنس نہیں ہیں۔ سود اس وقت ہوگا جب

دونوں علتیں ایک وقت میں پائی جائیں جنس اور قدر۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ترمیم واضافہ ص ۲۹۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

(۸۲)......پھل پکنے سے پہلے خریدنے کی ممانعت

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَنْ يُّشْتَرٰى ثَمَرَةٌ حَتّٰى يُشْقِحَ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل پکنے سے پہلے خریدنے سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی باب مَا يجوز بيعه وما لا يجوز حديث نمبر ۳۳۵)

(مسند حارثی جلد۱ ص۱۵۶ حديث نمبر ۵۹، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی محدثین نے اپنی سندوں سے کتابوں میں نقل کیا ہے الفاظ میں تبدیلی اور الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ لیکن مفہوم ومعنی بعینہٖ وہی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے۔

(۱) بخاری جلد۱ ص۲۹۲، باب بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها.

(مكتبة الميزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۱۱، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة

(مكتبة الحسن)

(۳) سنن ابن ماجة ص۱۶۰ باب النهي عن بيع الثمار قبل ان يبدو

صلاحها (قديمی)

(٤) سنن النسائی جلد٢ ص٢١٦، ٢١٧، باب بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه (قديمی)

(٥) جامع الترمذی جلد١ ص٢٣٢، باب ماجاء فی كراهية بيع الثمرة قبل ان يبدو صلاحها (قديمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد٢ ص٤٧٨، باب فی بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (مكتبة الحسن)

(٧) مؤطا امام مالك ص٥٧٣، ٥٧٤، باب النهی عن بيع الثمار حتی يبدو صلاحها (مكتبة الحسن)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل پکنے سے پہلے خریدنے سے اس لیے منع فرمایا تا کہ اس کا مال ضائع ہونے سے بچ جائے۔ کیونکہ پھل کے خراب ہونے کا بھی احتمال ہے کہ درخت پر ہی پھل خراب ہو جائے تو اس کے پیسے ضائع ہو جائیں گے کیونکہ جس چیز کے لیے خریدار نے بائع کو پیسے دیے تھے وہ چیز ہی ضائع ہوگئی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خرید وفروخت سے منع فرمایا تا کہ مشتری (خریدار) کا مالی نقصان نہ ہو۔ اور بعض روایات میں پھل پکنے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے وہ اس لیے کہ بائع (بیچنے والا) مشتری (خریدنے والا) کا مال بغیر کسی عوض کے نہ لے۔ مطلب یہ کہ اگر پھل پکنے سے پہلے ہی خرید وفروخت کرلی۔ خریدار نے قیمت بھی ادا کر دی لیکن بعد میں پھل درخت پر ہی ضائع ہو گئے تو مشتری کو تو کچھ بھی نہ ملا اور بائع نے قیمت تو پھل کے بدلے میں لے لی تھی لیکن

اب پھل ضائع ہوگیا ہے تو قیمت بغیر عوض کے ہوئی یعنی کسی چیز کے بدلے میں بھی نہ ہوئی۔
اس لیے منع فرمایا۔(ماخوذ مظاہر حق ص ۸۸۳ج۳ ترمیم واضافہ

(۸۳)......مشتری کی طرف سے شرط کر لینے کے بیان میں

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ فَالثَّمَرَةُ وَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشْتَرِي.

وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَثَمَرَتُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص تابیر شدہ درخت فروخت کرے یا کوئی ایسا غلام جس کے پاس کچھ مال بھی ہو تو پھل اور مال بائع کا ہوگا الا یہ کہ مشتری شرط لگادے۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ جس نے غلام بیچا اس کا جو مال ہے وہ مال بائع کا ہے۔ مگر یہ کہ مشتری شرط کرلے اور جس نے قلم لگا ہوا کھجور کا درخت بیچا تو اس کا پھل بائع کا ہے۔ مگر یہ کہ مشتری شرط کرلے۔

(مسند حصکفی باب مَنْ بَاعَ نَخْلاً مُؤَبَّرًا حدیث نمبر ۳۳۸)

(مسند حارثی جلد ۱ ص ۱۶۵ حدیث نمبر ۷۲، ۷۳، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۲۹۳، باب قبض من باع نخلاً قد ابرت الخ (مکتبة المیزان)

(۲) مسلم جلد۲ ص۱۰، باب من باع نخلا علیها تمر (مکتبة الحسن)

(۳) جامع الترمذی جلد۱ ص۲۳۵، ۲۳۶، باب ماجاء فی ابتیاع النخل بعد التابیر (قدیمی)

(٤) سنن النسائی جلد۲ ص۲۳۷، باب النخل یباع اصلها واستثنی المشتری ثمرها (قدیمی)

(۵) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤۸۷، باب فی العبد یباع وله مال (مکتبة الحسن)

(٦) سنن ابن ماجة ص۱٦۰، باب ما جاء فی من باع نخلا مؤبرا (قدیمی)

(۷) مؤطا امام مالك ص۵۷۳، باب ماجاء فی ثمر المال یباع اصله (مکتبة الحسن)

(۸) دارمی جلد۲ ص۲۵۳

(۹) طحاوی جلد۲ ص۲۱۰

(۱۰) سنن الکبریٰ للبیهقی جلد۵ ص۳۲٦، ۳۲٤، ۲۹۷

(۱۱) مسند امام احمد جلد۳ ص۳۱۰، جلد۲ ص۹

(۱۲) مصنف ابن ابی شیبة جلد۷، ص۱۱۲، ۱۱۳، جلد۱۰ ص ۱٦۵

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تینوں راویوں کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

مؤبراس کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جس میں قلم لگایا گیا ہو اس کی صورت یہ ہوتی تھی

کہ عرب لوگ کھجور کے درخت میں نر اور مادہ دو قسمیں مانتے تھے۔اور ایسا کرتے تھے کہ مادہ کو چیر کر اس میں نر کا گلہ یا گابہ پیوست کرتے تھے۔اس ترکیب سے درخت پھل بہت لاتا تھا۔اس عمل کو عربی میں تابیر اور اردو میں قلم لگانا کہتے ہیں۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھجور کا درخت مؤبر (قلم لگایا گیا ہو) یا غیر مؤبر (قلم نہ لگایا گیا ہو) دونوں صورتوں میں پھل شرط کے ساتھ مشتری (خریدار) کے ہوں گے۔اور بغیر شرط کے بائع (بیچنے والا) کے ہوں گے۔(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۳۰۱ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

نوٹ:

(شرط کے ساتھ) مطلب یہ کہ مشتری درخت خریدتے وقت بائع کے سامنے شرط لگا دے کہ تجھ سے یہ کھجور کا درخت خریدتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اس پر لگے ہوئے پھل بھی میرے ہوں گے۔تو اس صورت میں پھل مشتری کے ہوں گے اگر شرط نہیں لگائی تو پھل بائع کے ہوں گے۔

(۸۴)......جائز اور ناجائز بیوع کا بیان یعنی بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع فرمانا

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ.

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابی زبیر سے وہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔

(مسند حصکفی باب مَا يجوز بيعه وما لا يجوز حديث نمبر ٣٣٤)

(مسند حارثی جلد١ ص١٦١ حديث نمبر٦٦، مكتبه امداديه مكه مكرمه)

تخریج حدیث:

اس حدیث کو بھی دیگر محدثین نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے۔

(۱) بخاری جلد ۱ ص۲۹۱، باب بیع المزابنة (مکتبة المیزان)

(۲) مؤطا امام مالك ص۵۷۷، باب المزابنة والمحاقلة (مکتبة الحسن)

(۳) مسلم جلد۲ ص۱۰، ۱۱، باب النهی عن المحاقلة والمزابنة (مکتبة الحسن)

(٤) جامع الترمذی جلد۱ ص۲٤٥، باب ماجاء فی المخابره (قدیمی)

(٥) سنن ابن ماجة ص١٦٤ باب المزابنة والمحاقلة (قدیمی)

(٦) سنن ابی داؤد جلد۲ ص٤٨٣، باب فی المخابره (مکتبة الحسن)

(۷) مسند امام احمد جلد۳ ص٦، ۸، ٦٠

(۸) التمهید لابن عبدالبر جلد۲ ص۳۱۳

(۹) مسند حمیدی (حدیث نمبر ۱۲۹۲)

(۱۰) شرح معانی الآثار للطحاوی جلد٤ ص١٠٦

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند میں پہلے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔دوسرے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔اصل نام محمد بن مسلم بن تدرس اسدی ابوزبیر مکی ہے۔ابوزبیر نے سیدہ عائشہ، جابر بن عبداللہ، ابوطفیل، سعید بن جبیر، عکرمہ، طاؤس، صفوان بن عبداللہ، عون بن عبداللہ بن عتبہ، نافع بن جبیر بن مطعم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد۹ ص۴۴۰ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد)

حدیث کی سند کے تیسرے راوی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

بیع مزابنہ کی یہ صورت ہے کہ کسی قدر ناپ تول سے درخت پر لگی ہوئی تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے میں بیچا جائے یا اگر انگور ہیں تو بیل پر لگے ہوئے تر انگوروں کو خشک انگوروں کے بدلے میں بیچا جائے اور بیع محاقلہ کی شکل یہ ہے کہ بالیوں (سٹوں) میں جو گندم ہے اس اس کو خشک گندم کے بدلے میں بیچا جائے تو یہ دونوں صورتیں حدیث مذکورہ کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں مبیع (جس چیز کو خرید اجارہا ہے) وہ مجہول ہے یعنی اس کا پتہ ہی نہیں ہے ان میں نہ ہونے کا احتمال ہے ممکن ہے کہ پھل درخت پر ہی خراب ہو جائے یا اس جیسی کوئی اور صورت پیش آنے کا احتمال ہے بہر حال ایسی ہر صورت میں بیع جائز نہیں جس میں مبیع مجہول ہو خرید و فروخت کی یہ شکلیں چونکہ زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں اس لیے ان کو علیحدہ خصوصیت کے ساتھ بیان فرمایا اور ان کی حرمت پر صاف الفاظ میں تصریح فرمائی۔

(ماخوذ مسند امام اعظم مترجم از مولانا سعد حسن ص ۲۹۹ ترمیم و اضافہ کے ساتھ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز)

مصنف کا مختصر تعارف

نام: علی معاویہ بہاری

ولدیت: غلام حسین خان

قوم: یوسف زئی پٹھان

تاریخ ولادت: 18-06-1991

مقام ولادت: بہاری کالونی گوجرانوالہ

تعلیم:

حفظ قرآن کریم: جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلّہ جہلم سے

درسِ نظامی: جامعہ مدینۃ العلم جناح کالونی گوجرانوالہ سے

دورہ حدیث: مدرسہ انوار العلوم مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ سے

تخصص: ادارۃ النعمان پیپلز کالونی گوجرانوالہ سے

دورانِ تعلیم جن اساتذہ سے علم حاصل کیا' ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

1......حضرت مولانا مفتی عیسیٰ خان صاحب گورمانی رحمۃ اللہ علیہ

2......شیخ الحدیث حضرت مولانا داؤد احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم

3......مولانا عبدالقدوس صاحب

4......مولانا مفتی جمیل احمد گجر صاحب

5......مولانا عبدالقدیر صاحب

6......مولانا قاری ریاض احمد صاحب مہتمم جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

7......مولانا مفتی عطاء المومن صاحب

8......مولانا ابراہیم محمدی صاحب

9......مولانا اعجاز احمد صاحب

10......مولانا طلحہ حسین صاحب

11......مولانا مفتی انور صاحب

12......مولانا عامر جاوید صاحب

13......قاری محمد دین صاحب

14......مولانا مفتی محمد نعمان احمد صاحب

15......مولانا مفتی خالد صاحب

اصلاحی تعلق:

پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء پیر جی سید مشتاق علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی سے قائم کیا ہوا ہے۔

تصنیف وتالیف:

ثنائیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف کی یہ پہلی کاوش ہے، یہ کتاب ایسی احادیث کا مجموعہ ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں اور آپ کی ثنائیات میں شمار ہوتی ہیں۔ ثنائیات ایسی احادیث کو کہا جاتا ہے جن میں راوی حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہوں۔ ان روایات میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو واسطے ہیں ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرا صحابی رضی اللہ عنہ کا

نوٹ:

اس کتاب کی تصحیح میں اپنی طاقت کے مطابق پوری کوشش کی گئی ہے۔اس کے باوجود بھی اگر کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے اور ہمیں اغلاط کی درستگی میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے حوالے سے کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے۔خصوصاً بھائی عامر ضیاء صاحب اور بھائی حمزہ سعید صاحب جنہوں نے پروف ریڈنگ میں بھرپور تعاون کیا اور ہمارے بہت ہی قریبی دوست جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے ساتھ مالی تعاون کیا جو اپنا نام دینا نہیں چاہتے۔اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی سعی اور تعاون کو قبول و منظور فرمائے۔میرے لیے اور ان حضرات کے لیے اس کتاب کو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین